جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید

اپریل
۲۰۰۲ء

محرم الحرام
۱۴۲۳ھ

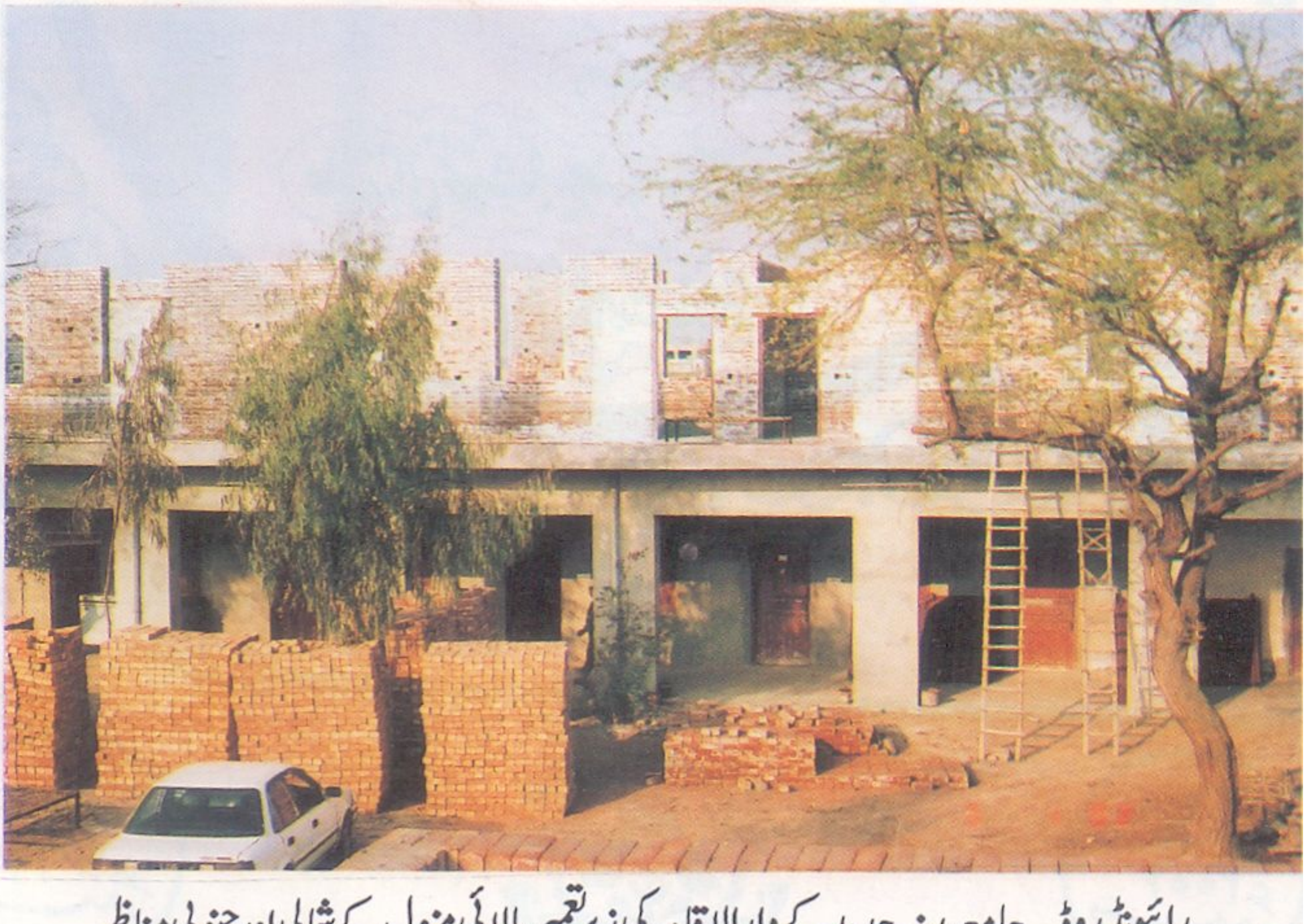

رائیونڈ روڈ   جامعہ مدنیہ جدید کے دار الاقامہ کی زیرِ تعمیر بالائی منزل کے شمالی اور جنوبی مناظر

اِس شمارے میں

اداریہ ---------- ۳

درس حدیث ---------- حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ---------- ۵

دینی مدارس اور حکومتی اعلانات واقدامات ---------- ۹

الاستفتاء ---------- حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب ---------- ۲۰

فہم حدیث ---------- حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ---------- ۲۸

عورت کل اور آج ---------- شاہین اقبال اثر ---------- ۳۲

''ربا'' کی حرمت ---------- جناب منظور احمد بڈھوی صاحب ---------- ۳۳

دینی مسائل ---------- ۴۰

عالمی خبریں ---------- ۴۸

تحریک احمدیت ---------- ۵۵

تقریظ وتنقید ---------- ۶۱

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ

خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۱۰ | محرم الحرام ۱۴۲۳ھ - اپریل ۲۰۰۲ء | شمارہ : ۴

انوار

مدیرِ اعلیٰ
سیّد محمود میاں
مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ
لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے	سالانہ	۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی	〃	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	〃	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ	〃	۱۲ ڈالر
برطانیہ	〃	۲۰ ڈالر

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ____ سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ____ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پوسٹ کوڈ : ۵۴۰۰۰ موبائل : ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

فون : ۷۷۔۲۰۰۵ فون / فیکس : ۹۲-۴۲-۷۷۲۶۷۰۲

E-mail : jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد !

نیشنل ریویو جو امریکہ کی سیاسی پالیسی کا ترجمان مجلّہ ہے اس کے ایک نامہ نگار ریچرڈ لوری نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے امریکی حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ یہ موقع ہے کہ امریکہ فی الفور مکۃ المکرمہ پر ایٹم بم مار دے۔ امریکی صحافی کا یہ مشورہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ کسی فردِ واحد کا خواب نہیں ہے بلکہ امریکہ کا پورا طبقۂ صحافت اس انتہا پسندی کی ناپاک فکر کا حامل ہے جس کی وجہ سے اس دریدہ ذہن صحافی کو نا صرف یہ تدبیر سوجھی بلکہ اس کی متعفن چھینٹوں نے اوراقِ صحافت کو بھی داغدار کردیا اور امریکہ کا پورا طبقۂ صحافت اس کو ہضم بھی کر گیا سچ فرمایا وما تخفی صدورھم اکبر اور جو (عداوت) ان کے دلوں میں چھپی ہے وہ (ظاہر سے) کہیں بڑھ کر ہے۔ یہ حقیقت بھی مخفی نہ رہے کہ اس ناپاک جسارت کے درپردہ امریکی حکومت کی شہ بھی شامل ہے کیونکہ امریکی سیٹلائٹ سیارچے نے دو ماہ قبل حرم مکی اور حرم مدنی زادہما اللہ شرفاً کے بالکل اوپر چار کلومیٹر کے فاصلہ سے پرواز کرتے ہوئے حرمین شریفین کی تصاویر کھینچیں ہیں جن کو لندن سے طبع ہونے والے عربی روزنامے الشرق الاوسط نے اپنی جنوری کی اشاعت میں شائع بھی کر دیا ہے۔

اس ناپاک جسارت کے مرتکب امریکی اور اہلِ مغرب شاید یہ بات بھولے ہوئے ہیں کہ اس گئے گزرے دور کے باوجود عالمِ اسلام کے مسلم عوام میں ابھی ایسے دلاور زندہ وسلامت ہیں جو حرمین شریفین کی طرف اُٹھنے والی ہر آنکھ کو نا صرف پھوڑ سکتے ہیں بلکہ جس کھوپڑی میں یہ ناپاک دیدے ٹھونسے ہوئے ہیں اس کو بھی پاش پاش کر کے اطرافِ عالم میں بسنے والے سور ماؤں کے لیے ہمیشہ کے لیے عبرت بنا سکتے ہیں۔ وہ بے ضمیر مسلم حکمرانوں کی خاموشی پر بے خوف نہ

ہوں، اُٹھنے والا طوفان ان آقاؤں کے ساتھ ان کو بھی خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائے گا۔ امریکہ جو دنیا میں انتہا پسندوں پر نگاہ رکھنے کو اپنا حق سمجھتے ہوئے اس مہم کی قیادت کا دعویدار ہے خود سب سے بڑا انتہا پسند بلکہ دہشت گرد ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا اس کی دہشت گردی کا نوٹس لیتے ہوئے اس کی ایٹمی تنصیبات کو اپنے کنٹرول میں کرنے کا سوچے اور دنیا کے امن پسند اور کمزور ممالک پر اس کی دھونس اور بندر بانٹ پالیسی میں حصہ دار بننے کے بجائے ہوش کے ناخن لے اور اس شترِ بے مہار کو قابو کر کے دنیا کو سکون کا سانس لینے دے۔

اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو کفر کی فریب کاریوں اور فتنوں سے محفوظ فرمائے اور ان طاغوتی طاقتوں کے خلاف نبرد آزما مجاہدین کی نصرت فرماتے ہوئے ان پر سکینہ نازل فرمائے اور ہم سب کو اس مبارک مقصد میں ان کے شانہ بشانہ جدوجہد میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وا جعلنا معھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا معھم. آمین یارب العٰلمین.

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل

۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

صلِ و سلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

درس حدیث

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت

خوارج کی سازش، کامیابی اور ناکامی

﴿حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس سرہ العزیز﴾

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۲۹ سائیڈ بی ۸۴-۱-۲۷)

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے واقعات چل رہے تھے تو اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے تعلق اور محبت بہت زیادہ ثابت ہوتی ہے۔ حضرت براُ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گدی پر سوار کر رکھا تھا اور یہ دُعا فرما رہے تھے اللّٰھم انی احبہ فاحبہ خداوند کریم میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انھیں اپنا محبوب بنالے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی وقت دن میں نکلا فی طائفة من النھار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دریافت کیا اثم لکع کیا یہاں بچہ ہے چھوٹا بچہ کو ''لکع'' کہا جاسکتا ہے۔ یہاں بچہ ہے بچہ ہے تو مراد تھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ، ذرا سا وقفہ ہوا تھا کہ یہ دوڑتے ہوئے آئے، حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ وہ آکر گلے سے چمٹ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فوراً گلے سے لگا لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم انی احبہ فاحبہ فاحب من یحبہ خداوند کریم میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت رکھے تو اُسے بھی تو محبوب بنالے

ان کے حلیہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حسن

رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ مشابہت تھی ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی فرمایا کہ کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مشابہت تھی ۔جواولاد میں چلتی ہے مشابہت اس قسم کی مشابہت قدرتی طور پر تھی ۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ منبر پر تشریف فرما ہیں اور حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما ایک پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں وھو یقبل علی الناس مرۃ و علیہ اخری کبھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف رخ فرماتے تھے اور کبھی انہیں دیکھتے تھے تو آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا ان ابنی ھذا سیّد میرا یہ بیٹا سردار ہوگا یعنی مسلمہ سردار جیسے ہوتے ہیں اس طرح یہ سردار ہوگا ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین شاید اللہ تعالی ان کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے اور ''لعل'' یعنی شاید ایسے ہو۔ یہ اللہ تعالی کے کلام میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں شک کے لیے نہیں ہوتا بلکہ ایک طرح کی خبر ہوتی ہے کہ ایسے ہوگا۔چنانچہ ویسے ہی ہوا ایک لڑائی چلتی رہی اختلاف چلتا رہا حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کا دور ختم ہوا، ان کی شہادت ہوگئی اس کے بارے میں میں نے پہلے بھی بتلایا ہے ان کے حالات میں کہ ایسی صورت چلتی رہی اتنے عرصے طویل۔

قتل کا منصوبہ :

آخر کار خوارج نے ایک میٹنگ کی اور اس میں یہ طے کیا۔ کہ ان تین آدمیوں کو اگر شہید کر دیا جائے تو امن ہو جائے گا۔ایک حضرت عمرو بن العاصؓ، ایک حضرت معاویہؓ، ایک حضرت علیؓ۔ یہ میٹنگ انھوں نے حج کے موقع پر کی تھی پھر انہوں نے گروپ بنادیے گوریلوں کے کہ یہ جائیں وہاں رہیں موقع نکالیں اور حملہ کریں اور ایک ہی تاریخ مقرر تھی رمضان میں، تو محرم سے لے کر رمضان تک جو وقت ہوتا ہے اس میں آدمی جہاں چاہے جا بھی سکتا تھا اپنا ماحول بھی پیدا کر سکتا تھا موقع وغیرہ کی تلاش بھی عادتوں کا تجسس کہ کس کی کیا عادت ہے کس وقت موقع ہوسکتا ہے قاتلانہ حملے کا۔ یہ سب چیزیں ہر ایک نے پہنچ کر جانچ لیں۔تاریخ ایک رکھی گئی تاکہ اس کے بعد پھر ایک دم انقلاب آجائے یہ لوگ شہید ہوجائیں تو پھر ہم انقلاب لے آئیں گے۔

مصر کی گورنری اور حضرت عمرو بن العاصؓ :

تو ہوا ایسے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ جب انہوں نے دیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں تو انہوں نے یہ طے کیا تھا کہ مصر کی گورنری پر میں تاحیات رہوں گا انہوں نے اس بات کو مان لیا تھا۔وہ وہاں کے گورنر تھے۔تازہ تازہ مصر پر قبضہ کرکے گورنری حاصل کی تھی ۔وہاں یہ

(خارجی) پہنچا، اِکا دُکا قتل اور خانہ جنگی کی کیفیت اُس وقت تک جاری تھی۔

فجر کی نماز کا رمضان و غیر رمضان میں فرق :

اس زمانہ میں ایسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں فجر کی نماز ہر جگہ اندھیرے میں ہو جاتی تھی سحری کھاتے ہی ہو جاتی تھی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں صحابی فرماتے ہیں کہ میں سحری کھایا کرتا تھا اور پھر میں جلدی سے جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتا۔ سحری کے فوراً بعد رمضان المبارک میں نماز پڑھ لینے میں زیادہ اجر ہے کیونکہ اس میں نمازی زیادہ ہو جائیں گے اور رمضان کے علاوہ فجر کی نماز دیر سے پڑھنے میں زیادہ اجر ہے کہ اس میں نمازی زیادہ ہو سکتے ہیں تو اسفار افضل ہے یہی حنفی مسلک ہے تو حضرت عمرو بن العاصؓ بھی اندھیرے کا وقت ہوتا تھا تو نماز فجر کے لیے آتے تھے تو اس دن سحری کے بعد نماز فجر کے لیے ایک شخص حضرت عمرو بن العاصؓ کے مکان سے نکلا اس (خارجی حملہ آور) نے اس پر حملہ کیا اسکو قتل کر دیا بعد میں یہ پکڑا گیا اور پیش ہوا یہ جانباز قسم کے لوگ ہوتے ہیں جنہیں اپنی جان کی کوئی پروا نہیں ہوتی بچ گئے تو بچ گئے، نہ بچ سکے مارے گئے تو مارے گئے، وہ اپنے بارے میں یہ طے کیے ہوئے تھے، اچھا وہ جب گرفتار ہوا اور پیش ہوا تو پوچھنے لگا کہ میں کس کے سامنے پیش ہوا ہوں۔ کیونکہ لوگوں کو گفتگو کرتے ہوئے دیکھا اور حلیہ دیکھا تو یہ وہی (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) تھے اس نے کہا کہ یہ مجھے کسی کے سامنے پیش کر رہے ہو انہوں نے کہا عمرو ابن العاص کے سامنے تو کہنے لگا اردت عمروا اور وہ جو مارا گیا وہ کون تھا۔ انھوں نے کہا وہ ''خارجہ'' تھا اس کا نام خارجہ ہے جسے تو نے مارا ہے تو ہوا یہ تھا کہ اُس دن حضرت عمرو بن العاصؓ کی طبیعت ناساز تھی وہ نماز کے لیے نکلے ہی نہیں تھے انھوں نے گھر میں نماز پڑھی اور ان کے مکان سے جو آدمی نکلا اُسے یہ سمجھا کہ یہی ہیں تو حملہ کر دیا اور اس کو جان سے مار دیا، اُسے شہید کر دیا، وہ کہنے لگا اردت عمروا واللہ اراد خارجہ میں نے تو عمرو کا ارادہ کیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ کا ارادہ یہ ہوا، کہ وہ ''خارجہ'' میرے ہاتھ سے مارا گیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو ان کے ضربات آئیں وہ زخمی ہو گئے لیکن کسی کاری جگہ ضرب نہیں آئی، کولہے پر ضرب آئی اور زخمی ہو گئے تو وہ بال بال بچ گئے لیکن پھر علاج کیا گیا تو اللہ نے ان کو شفا دے دی۔

زہریلی تلوار :

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا ہے یہ تلوار سے کیا ہے اور وہ تلوار بھی زہر میں ڈوبی ہوئی تھی ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دو ڈھائی دن حیات رہے ہیں اور بے ہوش نہیں رہے ہوش میں رہے ہیں، معلوم ہوا کوئی زخم اس قسم کا نہیں تھا جس سے وفات ہو جاتی بلکہ اس میں وہ زہر سرایت کر گیا تھا۔

طریقۂ واردات :

ان کا طریقہ یہی تھا زہر میں بجھا لیتے تھے بہت دفعہ۔ زہر اچھے اچھے قسم کے اُس زمانے میں ایجاد ہو چکے تھے، بہت پہلے سے چلے آرہے تھے تو جسے بھی مارنا چاہتے تھے ذرا سی نوک چبھو دیتے تھے۔ وہ مرجاتا تھا، بعد کے دور میں ایسے قصے پیش آئے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی وفات :

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی شہادت بھی اس طرح سے ہوئی تھی۔ حج کے دوران اُن کے پاؤں میں کسی نے نیزہ مارا اور وہ نیزہ زہر میں بجھا ہوا تھا تو اُسی سے ان کی وفات ہوگئی تو اس طرح سے یہ اُن کے طریقے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو چوٹ لگی وہ سر مبارک پر لگی اور اُنھیں پتا تھا اس طرح ہوگا اور وہ بتلایا کرتے تھے۔ ایک صحابی ہیں حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ وہ عالم تھے یہودیوں کے بھی پورے عالم تھے اور بعد میں اسلام میں بھی عالم بنے۔ اُنھوں نے منع کیا کہ آپ مدینہ سے تشریف نہ لے جائیں آپ یہیں رہیں دار الخلافہ یہیں بنائیں اور وہاں یہ نقصان ہوسکتا ہے فلاں کی جان کا نقصان ہوسکتا ہے تو انھوں نے فرمایا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ تمھاری موت اُس وقت ہوگی کہ جب یہ حصہ تمہارے اس حصہ کو رنگ دے گا، مطلب یہ ہے کہ میرے سر سے خون بہے گا اور وہ یہاں تک آئے گا تو پھر میرا انتقال ہوگا۔ اسی طرح سے ہوگا، شہادت ہی کے ساتھ ہوگا تو یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا رکھا تھا اور جب آپ نے بتلا دیا تو وہ ہونے والی چیز ہے، ہی وہ رکے گی نہیں اور غالباً ''عراق'' کا لفظ بھی اس میں ذکر کیا گیا، بعض کلمات اس طرح کے ملتے ہیں۔

دار الخلافہ کوفہ اور اس کی حکمت :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جو جنگی مصلحتیں تھیں جنگی نقطہ نظر سے کہ جو جگہ ہیڈ کوارٹر بن سکتی تھی وہ اُن کی نظر میں کوفہ بن سکتی تھی اور ہوا اس طرح سے، کوفہ عراق کا ایک شہر ہے اور آپ اندازہ کریں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو مستقر بنایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام میں دمشق کو بنایا اور اُن کا (اموی) دور ختم ہوا اور بنو عباس کا دور شروع ہوا تو وہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ والی جگہ پر آگئے یعنی عراق میں انھوں نے بغداد کو دار الخلافہ بنالیا جو چلتا رہا صدیوں تک تو معلوم یہ ہوا کہ جنگی نقطہ نظر سے دُشمن سے ہر طرف سے فاصلہ ایک جیسا ہو اور ہر طرف سے خبریں بھی پہنچ سکتی ہوں، مدد بھی بھیجی جاسکتی ہو، دُشمن سے دار الخلافہ کا فاصلہ بھی ذرا زیادہ ہو جائے یہ بہتر رہا ہے اور اس پر سب مجبور ہوئے ہیں کیونکہ بعد میں کسی نے بھی مدینہ منورہ کو دار الخلافہ نہیں بنایا اور آج تک بھی یہی شکل چلی آرہی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں تھے تو

(باقی صفحہ ۵۴)

دینی مدارس کے بارے میں حکومتی اعلانات واقدامات اور ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کا موقف

﴿ مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم ﴾
رابطہ سیکرٹری اتحاد تنظیمات مدارسِ دینیہ پاکستان و ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ملک میں دینی جماعتوں، دینی اداروں اور مدارس و جامعات کے بارے میں حکومتی اعلانات واقدامات سے اضطراب و بے چینی کی فضا اور پروپیگنڈے کے گردوغبار سے متاثر ہونا فطری بات ہے۔ اس کا ثبوت احقر کو موصول ہونے والے وہ بے شمار فون اور پیغامات ہیں جو ملک کے اطراف واکناف سے روزانہ ملتے ہیں اور جن کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ان تمام استفسارات میں قدرِ مشترک مدارس کے مستقبل کے بارے میں اظہارِ تشویش، حکومتی عزائم کے بارے میں فکرمندی اور اس سلسلہ میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے لائحہ عمل اور اقدام کا انتظار ہے۔ ان تمام حضرات کو انفرادی طور پر مطمئن کرنے کے علاوہ احقر نے اخبارات، ذاتی رابطوں اور فون کے ذریعے اہم اُمور اور تازہ صورتِ حال سے اہلِ مدارس کو باخبر رکھنے کی پوری کوشش کی لیکن تفصیلی طور پر تمام حالات اور ''وفاق'' کی پالیسی سے اسفار اور مشاغل کی وجہ سے آگاہ نہ کرسکا۔ اس لیے چند گزارشات قدرے تفصیل کے ساتھ عرض کی جارہی ہیں۔ اُمید ہے ان شاء اللہ شافی ہوں گی۔

اربابِ ''وفاق'' کی مساعی اور فرض شناسی :

(۱) جب سے مدارس و جامعات کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈے کا آغاز ہوا بالخصوص ۱۵ ررمضان المبارک ۱۴۲۲ھ سے، اس میں شدت آجانے کے بعد ''وفاق'' کی قیادت نے مدارس دینیہ کے تحفظ میں کسی قسم کے تساہل اور غفلت سے کام نہیں لیا۔ ہمارے اکابر ضعف و نقاہت اور علالت اور تدریسی وانتظامی مصروفیات کے باوجود اس فریضہ کو جس خوش اسلوبی سے نباہ رہے ہیں اس پر وہ تمام اہلِ علم کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ تمام حضرات اس وقت اپنے تمام مشاغل اور مصروفیات سے صرف نظر کرتے ہوئے شب و روز مدارس کے تحفظ و بقاء، خودمختاری و آزادی کے لیے کوشاں ہیں۔ آپ نے ان حضرات سے جو توقعات وابستہ کی ہیں اور جس اعتماد کا اظہار کیا ہے مجھے حق تعالیٰ شانہ کے فضل سے پوری اُمید ہے کہ وہ اس کے اہل بھی ہیں اور ان شاء اللہ! آزمائش کی اس گھڑی میں ان توقعات اور اعتماد پر پورا بھی اُتریں گے۔

مشترکہ مقاصد کے لیے مشترکہ جدوجہد :

(۲) موجودہ دور میں مشترکہ مقاصد کے لیے اجتماعی جدوجہد اور زیادہ سے زیادہ افرادی قوت کا اظہار ناگزیر ہے۔ چنانچہ ''وفاق المدارس'' نے تمام مکاتب فکر کے وفاقوں اور تنظیموں کو ایک متحدہ محاذ میں تبدیل کرنے کے لیے انتہائی مخلصانہ مساعی انجام دیں، جن کی بدولت دو سال قبل ''اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان'' کا وجود عمل میں آیا، جو بحمد اللہ اب ایک مضبوط، فعال، متحرک اور مستحکم مگر غیر سیاسی تنظیم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس اتحاد کے قیام واستحکام کے لیے تمام مکاتبِ فکر کی مساعی مشکور ہیں مگر ''وفاق'' کا کردار اس سلسلہ میں نہایت قابلِ قدر، اساسی اور لائق تحسین ہے۔
اس اتحاد کو مزید مؤثر اور ہمہ جہتی بنانے کے لیے اسے مرکز سے صوبوں، اضلاع اور تحصیل کی سطح تک وسعت دی جارہی ہے۔

مدارس کی آزادی وتحفظ، بقاء اور خودمختاری کے سلسلہ میں تمام مکاتبِ فکر متحد ومتفق ہیں اور درپیش تمام مسائل کو باہمی مشاورت اور اتفاق سے حل کرنے کے اصول پر قائم ہیں۔ آپ حضرات بھی موجودہ حالات میں مقامی سطح پر اس اتحاد کو مضبوط ومؤثر اور مستحکم بنانے میں اپنا کردار ضرور ادا کریں اور تمام مکاتبِ فکر کے علماء کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔ دینی حلقوں کے اتحاد کو مزید مؤثر بنانے کے لیے ''وفاق'' نے ملک کی دینی جماعتوں اور ممتاز مذہبی وعلمی شخصیات سے بھی رابطہ کیا ہے۔ بحمد اللہ ہمیں ان دینی جماعتوں اور شخصیات کی بھرپور حمایت حاصل ہے جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

حکمت وتدبّر اور استقامت :

(۳) پورے ملک میں مدارس ومکاتب اور جامعات کا وسیع سلسلہ ایک غیر متزلزل قوت ہے جس کے استعمال کے لیے انتہائی دوراندیشی، دانشمندی اور حکمت عملی کی ضرورت ہے، تصادم وتراجم کی پالیسی نقصان دہ ہوسکتی ہے، اس لیے ''وفاق'' کی قیادت نے تمام معروضی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے افہام وتفہیم اور حکمت وتدبر کا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اس طرزِ عمل اور فیصلہ کی وجہ کسی قسم کمزوری یا خدانخواستہ مداہنت نہیں بلکہ ہمیں اپنے موقف کی صداقت و حقانیت پر یقین اور حق تعالیٰ کی امداد پر توکل واعتماد ہے۔ بحمد اللہ ہم اپنا موقف، دلائل اور براہین سے ثابت کر سکتے ہیں اور مدارس پر لگائے جانے والے الزامات کا لغو وبے بنیاد ہونا ہر عدالت میں ثابت کر سکتے ہیں۔ اس لیے مستقبل میں بھی ''وفاق'' پُر امن جدوجہد کے ساتھ مدارس وجامعات کے تحفظ کا فریضہ انجام دینے کی پالیسی پر گامزن رہے گا، لیکن اگر حکومت نے ہمیں کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا تو ان شاء اللہ ان دینی مراکز کے وجود وبقاء اور تحفظ کے لیے ہماری جانیں بھی حاضر ہیں۔

یہ قلعے ان شاء اللہ باقی رہیں گے :

(۴) ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کو اس وقت جس چیلنج کا سامنا ہے اس کا بنیادی ہدف مدارس کی شکل میں موجودان دینی قلعوں کی حفاظت اوران کی آزادی وخودمختاری کا تحفظ ہے۔اکابر اُمت سے ملنے والی یہ میراث ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔مدارس کی تعلیمی،انتظامی اور مالیاتی خودمختاری پر کسی قسم کا سمجھوتہ ان قلعوں میں شگاف ڈالنے کے مترادف ہے جسے کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا،مدارس دینیہ کی آزادی اور دینی تشخص کے تحفظ و بقاء کی قیمت پر کوئی بھی حکومتی پیشکش کسی صورت میں قبول نہیں کی جائے گی۔یہ عزم بالجزم اپنی ذات،مفادات، حتّٰی کہ مدارس وجامعات کی عمارات کے تحفظ کے لیے بھی نہیں بلکہ صرف اور صرف دین کے تحفظ،اسلام کی اشاعت و بقاء اور آنے والی نسلوں تک اکابر کی امانت کو بحفاظت پہنچانے کے لیے ضروری ہے۔

یہ موقف صرف ''وفاق'' کا نہیں بلکہ بحمد اللہ ''وفاق'' کی مساعی اور کوششوں کی بدولت تمام مکاتب فکر کا مشترکہ و متفقہ،اٹل،بے لچک اور غیر مبہم موقف ہے۔ہم نے بحمد اللہ اپنا یہ موقف ارباب حکومت پر دوٹوک الفاظ میں واضح کر دیا ہے اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ہم اپنی اسناد کا حکومتی اسناد کے ساتھ ''معادلہ'' تک قربان کر دیں گے،مگر مدارس دینیہ کے آزادانہ کردار اور خودمختاری پر کسی قسم کی سودے بازی نہیں کریں گے۔

آزمائش کی اس طرح کی گھڑیاں ہمارے اکابر پر بھی آئیں،مگر بحمد اللہ ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش اور مؤمنانہ جرأت میں معمولی سی کمزوری بھی نہیں آئی۔ان کا غیر متزلزل اور جرأت مندانہ موقف ہم سب کے لیے اُسوہ اور مشعلِ راہ ہے۔اسی طرح کے پُر آشوب حالات میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ''مدرسہ عمارت کا نام نہیں بلکہ استاذ،شاگرد اور کتاب کے تعلق اور رشتہ کا نام ہے۔اگر حکومت نے گارے اور مٹی کی بنی ہوئی ان عمارتوں پر قبضہ کر لیا تو ہم درختوں کے سائے میں طلبہ کو قرآن وحدیث اور دینی علوم کی تعلیم دینا شروع کر دیں گے۔''

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس قلندرانہ جرأت اور مؤمنانہ شجاعت نے فراعنۂ وقت کو اپنی پالیسی بدلنے پر مجبور کر دیا۔

محدث وقت حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ حکومت نے آپ سے مدارس چھین لیے تو آپ کیا کریں گے؟ تو انہوں نے بغیر کسی تأمل کے فرمایا کہ ''میں کسی گاؤں میں جا کر کسی بند اور ویران مسجد کو کھولوں گا،جھاڑو دوں گا،اذان اور نماز با جماعت کا اہتمام کروں گا اور اہل دہ سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے بچوں کو پڑھنے کے لیے بھیجیں۔اس طرح جو بچے آئیں گے ان تک دین کی اس امانت کو پہنچائیں گے۔''

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مجوزہ و مؤسس اور احقر کے جد امجد عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجالس میں کئی مرتبہ یہ ایمان افروز حقیقت ذہن نشین کرائی کہ ''یہ مدارس اور ان کی عمارتیں مقصود نہیں بلکہ مقصود کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اصل مقصود و مطلوب رضائے الٰہی اور مرادِ خداوندی کو معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ہے۔ اس کی تعلیم و تدریس کچے مکان اور جھونپڑی میں بھی دی جاسکتی ہے۔''

ہم علم و عمل میں ہزار درجے کوتاہ سہی لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انہی اکابر کے اخلاف اور خوشہ چین ہیں، انہی کا نقش قدم ہمارے لیے جادۂ راہ ہے۔ ہم ان شاء اللہ مقدور بھر ان مدارس اور عمارات کا بھی تحفظ کریں گے کہ یہ بھی قوم کی امانت ہیں۔ قرآن و حدیث کے یہ بلند و بالا مراکز کسی حکومت کی عنایات کے رہین منت نہیں بلکہ علماء اور مخلص مسلمانوں کے باہمی اعتماد و تعاون کا مظہر ہیں، لیکن اگر بالفرض حکومت ان عمارتوں کو اپنی تحویل میں لے کر بزعم خویش مدارسِ دینیہ کی آزادی و خود مختاری کو سلب کرنے کی کوشش کرتی ہے تو ہمیں علم دین کی اشاعت و تبلیغ اور درس و تدریس کے اس سلسلہ کو قائم و جاری رکھنے کے لیے عزم محمود، استقامت یوسف اور تلقین خیر کا فیصلہ اور ارادہ ابھی سے کر لینا چاہیے۔

اس ضروری تمہید کے بعد موجودہ صورت حال اور مدارس کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے لیے کی گئی مساعی اور پیش رفت کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ واضح رہے کہ اس ضمن میں تقریباً تین ماہ سے صدر پاکستان، وزیر خارجہ مذہبی امور، صوبوں کے گورنرز اور دیگر اعلیٰ فوجی و سول شخصیات سے ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے رہنماؤں کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے، اب تک زیر بحث آنے والے اُمور درج ذیل ہیں۔

(۱) فرقہ وارانہ دہشت گردی اور مدارس :

حکومتی موقف :

ملک میں ہونے والی دہشت گردی میں بعض دینی مدارس بھی ملوث ہیں۔

''وفاق'' کی جانب سے اظہارِ حقیقت :

مدارس دینیہ کے ذمہ داران نے فرقہ وارانہ دہشت گردی کی ہمیشہ مذمت کی ہے۔ وہ دہشت گردی کو خواہ وہ مذہبی ہو یا لسانی اور علاقائی، ملک کی یک جہتی، امن و سکون اور معاشی ترقی اور خوش حالی کے لیے زہر قاتل سمجھتے ہیں۔ پاکستان میں فرقہ واریت کو ہوا دینے میں اہل مذہب سے زیادہ بیرونی تخریبی عناصر اور ایجنسیوں کا کردار رہا ہے۔ پاکستان میں عدم برداشت کی یہ فضا دس بارہ سال سے پیدا ہوئی ہے۔ مدارسِ دینیہ ڈیڑھ سو سال سے قائم ہیں۔ فرقہ واریت کو مدارس کی پیداوار کہنا سراسر خلاف واقعہ ہے۔ ''وفاق'' کی طرف سے بارہا یہ پیشکش دُہرائی جا چکی ہے کہ اگر حکومت کسی

مدرسہ کو دہشت گردی میں ملوث سمجھتی ہے تو ٹھوس ثبوت کے ساتھ اُسے منظرِ عام پر لائے۔ ہم حکومتی کارروائی سے پہلے اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کریں گے۔ مگر ابھی تک حکومت کسی دینی ادارے کے خلاف کوئی ثبوت فراہم نہیں کرسکی جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مدارس دینیہ کا دامن ہر قسم کی دہشت گردی سے پاک ہے۔

بحمد اللہ حکومت نے ہماری اس وضاحت کو تسلیم کیا اور ۲۷ ؍ دسمبر ۲۰۰۱ء کو صدر پاکستان نے وفاقوں کے قائدین کو یقین دہانی کرائی کہ ہم کسی مدرسہ کے خلاف ٹھوس ثبوت اور اس کے متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لیے بغیر کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ اگر صدر پاکستان اس وعدے کا پاس کرتے ہیں تو ہمیں کامل یقین ہے کہ انہیں دہشت گردی میں ملوث کوئی ایک دینی ادارہ بھی نہیں ملے گا۔

(۲) رجسٹریشن :

حکومتی موقف :

مدارس کی رجسٹریشن نئے قانون یا پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے قواعد وضوابط کے مطابق کی جائے گی اور ۲۳ ؍ مارچ ۲۰۰۲ تک تمام مدارس کے لیے رجسٹریشن لازمی ہوگی۔

''وفاق'' کا موقف :

ہمیں مدارس کی رجسٹریشن اور یکسانیت پر کوئی اعتراض نہیں مگر عوامی عطیات سے چلنے والے تعلیمی و رفاہی اداروں کو پرائیویٹ سکولز اور کمرشل اداروں کی صف اور قانون بندی میں جکڑنا نامناسب ہے۔ سکولوں کے قواعد وضوابط کے اطلاق یا کسی نئے قانون کے تحت رجسٹریشن سے مدارس کی آزادی و خودمختاری کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ حکومت اور مدارس کے درمیان اعتماد و مفاہمت کی فضا بھی متاثر ہوگی، اس لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ حکومت رجسٹریشن کے سابقہ قانون ''سوسائٹی ایکٹ مجریہ ۱۸۶۰ء'' کے تحت مدارس کو رجسٹرڈ کرے اس قانون کے تحت ۱۹۹۴ء سے حکومت نے رجسٹریشن پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ لیکن اکتوبر ۲۰۰۱ء سے مساجد کی رجسٹریشن اسی ایکٹ کے تحت ہو رہی ہے۔ مناسب ہوگا کہ مدارس کی رجسٹریشن بھی اسی قانون کے تحت کی جائے۔ اس طرح جو مدارس پہلے سے رجسٹرڈ ہیں ان کی نئی رجسٹریشن کی ضرورت نہ ہوگی۔ نیز ہر سال رجسٹریشن کی تجدید کی شرط غیر ضروری ہے۔ ۲۳ ؍ مارچ کی تاریخ میں بھی توسیع کی ضرورت ہے۔

تازہ صورت حال :

۲۷ ؍ دسمبر ۲۰۰۱ء کو صدر پاکستان نے ہمارے اس موقف کو توجہ سے سنا اور غور کا وعدہ فرمایا۔ ۲۹ ؍ جنوری ۲۰۰۲ء کو وفاقی وزیر مذہبی اُمور ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب سے اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ الحمد للہ اُنہوں نے ہمارے موقف کو

درست تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ وہ صدر پاکستان کو مدارس کا یہ موقف اپنی مکمل تائید وسفارش کے ساتھ پیش کریں گے۔اس لیے اہل مدارس فی الحال رجسٹریشن کے قانون کا انتظار فرمائیں۔حکومت کے ساتھ اس سلسلہ میں مسلسل رابطہ ہے، جونہی کوئی صورت حال واضح ہوئی تمام مدارس کو بذریعہ خط اور اخبارات اس سے مطلع کردیا جائے گا واضح رہے کہ جو کوائف محکمہ اوقاف مدارس سے طلب کر رہا ہے ان کا رجسٹریشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ہمیں اہل مدارس کی پریشانی کا پوری طرح احساس ہے اور ہم بحمد اللہ اپنے فرائض اپنی بساط کے مطابق پوری تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔

(۳) نئی مساجد و مدارس کے لیے این.او.سی کی پابندی :

حکومتی موقف :

بعض مساجد و مدارس سرکاری املاک یا نجی املاک پر بلا اجازت تعمیر کی گئی ہیں۔انہدام کی صورت میں امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے، لہٰذا آئندہ کوئی مسجد یا مدرسہ این.او.سی کے بغیر تعمیر نہیں ہو سکے گا اور این.او.سی حکومت جاری کرے گی۔

''وفاق'' کا موقف :

سرکاری یا نجی املاک پر قبضہ کرنا قانون شکنی ہے خواہ وہ مسجد اور مدرسہ ہی کے لیے کیوں نہ ہو۔ہم اس کی بالکل حمایت نہیں کرتے۔لیکن یہ مساجد اور مدارس راتوں رات ہی تعمیر نہیں ہوئے۔زمانہ تعمیر میں متعلقہ افراد کو کھلی چھٹی دینا انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی ہے۔نیز بے شمار سرکاری املاک پر پرائیویٹ سکولز، پلازے، کوٹھیاں، دُکانیں غیر قانونی طور پر موجود ہیں لیکن اس کی بناء پر کسی شخص کو اپنی جائز قانونی ملکیت میں سکول یا دُکان بنانے کے لیے کسی این.او.سی کا پابند نہیں کیا گیا۔یہ پابندی صرف مساجد اور مدارس پر کیوں لگائی جارہی ہے؟ کہیں اس کا اصل مقصد مساجد اور مدارس کی تعمیر کی حوصلہ شکنی تو نہیں؟

تاہم اصولی طور پر ہم اس بات سے متفق ہیں کہ کسی دوسرے کی مملوکہ جگہ پر مسجد یا مدرسہ تعمیر کرنا ناجائز ہے۔ آئندہ کے لیے اس کے تدارک کی بہتر صورت یہ ہے کہ سرکاری اداروں کی بجائے ''متعلقہ وفاق'' این.او.سی جاری کرے۔متعلقہ وفاق سرکاری اداروں سے زیادہ بہتر تحقیق کرسکتا ہے کہ مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کے لیے حاصل کردہ زمین قانونی ہے یا نہیں۔مساجد عبادت گاہیں ہیں، سرکاری این.او.سی لازمی قرار دینے کی صورت میں ان میں نہ صرف حکومتی مداخلت کا امکان ہے بلکہ سیاسی اور مسلکی اختلاف نئی مساجد و مدارس کے قیام میں رُکاوٹ بن سکتا ہے۔

پاکستان کے بہت سے علاقوں میں جاگیردار طبقہ نے اپنی گرفت مضبوط رکھنے کے لیے سکول تک نہیں بننے دیے، اگر مدارس کے قیام کے لیے بھی سرکاری اجازت لازمی قرار دی گئی تو اندیشہ ہے کہ یہ جاگیردار اپنے علاقوں میں

مدارس قائم کرنے کی اجازت بھی نہیں دیں گے۔

تازہ صورت حال :

۲۹ رجنوری ۲۰۰۲ء کو وفاقی وزیر مذہبی اُمور نے ہمارے موقف سے اتفاق کیا اور اربابِ حکومت سے اس سلسلہ میں مزید بات چیت کا وعدہ کیا۔

(۴) مدارس کے نصابِ تعلیم میں عصری مضامین کا اضافہ :

حکومتی موقف :

دینی مدارس اپنے نصاب میں چار عصری مضامین انگلش، جنرل سائنس، ریاضی اور مطالعہ پاکستان شامل کریں تاکہ علماء دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی تعلیم سے باخبر ہوں اور دوسرے شعبوں میں بھی ملازمت حاصل کر سکیں۔

''وفاق'' کا موقف :

دینی مدارس کا بنیادی مقصد روزگار کے مواقع حاصل کرنا اور ملازمتیں نہیں بلکہ قرآن وحدیث اور علوم دینیہ کی تدریس واشاعت اور تحفظ ہے۔ سپیشلائزیشن کے اس دور میں ایک عالم دین کے لیے ایسے فنون کی تعلیم لازمی قرار دینا جنکا اس کے دائرہ تخصص کے ساتھ کوئی تعلق نہیں غیر معقول ہے۔ تاہم ابتدائی طور پر مدارس دینیہ میں انگریزی، اُردو، جنرل سائنس، معاشرتی علوم اور مطالعہ پاکستان کی تعلیم دی جارہی ہے۔ اور یہ مضامین ''وفاق'' کے نصاب میں پہلے سے شامل ہیں۔ بعض مدارس میں ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی ہورہی ہے۔ دینی مدارس اپنی اور عصرِ حاضر کی ضروریات سے آگاہ ہیں اور اُن کے متعلقہ وفاق اپنے اپنے نصاب ہائے تعلیم میں وقتاً فوقتاً اضافہ وترمیم کرتے رہتے ہیں۔ اگر پاکستان میں لاکھوں پرائیویٹ سکولوں کو اپنا نصابِ تعلیم خود طے کرنے کا حق حاصل ہے تو دینی مدارس سے یہ حق کس قانون اور ضابطے کے تحت چھینا جارہا ہے۔ ہمارا یہ موقف دوٹوک ہے کہ اگر حکومت نے دینی مدارس کے وفاقوں کو اعتماد میں لیے بغیر اپنی طرف سے طے کردہ کوئی نصاب مدارس پر لازم کیا تو ''وفاق'' کے مدارس اُسے قبول نہیں کریں گے۔

کسی حکومتی مداخلت کے بغیر ثانویہ عامہ (میٹرک) تک ہم عصری علوم کی تدریس مدارس دینیہ میں دینے کے لیے تیار ہیں، جبکہ حکومت کو یہ تعاون کرنا چاہیے کہ وہ ہماری جاری کردہ ''شہادۃ الثانویۃ العامہ'' کو میٹرک کے مساوی قرار دے اور شہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے) اور شہادۃ العالیہ (بی اے) کا بھی معادلہ کرے۔

تازہ صورت حال :

۲۹ رجنوری ۲۰۰۲ء کو وفاقی وزیر مذہبی اُمور نے ہمارے اس موقف سے اتفاق کیا اور وعدہ کیا کہ میٹرک تک

کے لازمی مضامین جن مدارس میں پڑھائے جائیں گے ان کے متعلقہ ''وفاق'' کی سند کے معادلہ کی پوری کوشش کی جائے گی اور باقی اسناد کا معادلہ بھی منظور کرایا جائے گا۔

(۵) غیر ملکی طلبہ کے داخلہ کا مسئلہ :

حکومتی موقف :

غیر ملکی طلبہ کو تعلیمی ویزے کے بغیر داخلہ نہ دیا جائے۔اس طرح کے زیر تعلیم طلبہ کو ویزے کے حصول کے لیے واپس بھیجا جائے۔متعدد ممالک نے ہم سے اس بناء پر احتجاج کیا ہے کہ آپ کے تعلیمی اداروں میں ہمارے باشندوں کو غیر قانونی طور پر داخلے کیوں دیے جاتے ہیں۔

''وفاق'' کا موقف :

(الف) ہم قانونی دستاویزات کے بغیر کسی بھی غیر ملکی طالب علم کے تعلیمی داخلے کے قائل نہیں ہیں۔البتہ علوم دینیہ کے خواہش مند یہ حضرات پاکستان جیسی نظریاتی و اسلامی مملکت کی جانب سے اس سلسلہ میں ہر قسم کے تعاون و خیر خواہی کے مستحق ہیں۔

غیر ملکی طلبہ کے لیے ویزے اور این.او.سی کا موجودہ طریق کار پیچیدہ اور مشکل ہے اسے سہل بنانے کی ضرورت ہے۔ایسے طلبہ کو کئی وزارتوں سے اجازت لینے کے علاوہ بہت سا وقت بھی ضائع کرنا پڑتا ہے ضرورت ہے کہ ون ونڈو آپریشن ہو، مدت کی تجدید کی جائے اور پاکستانی سفارت خانوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ متعینہ مدت میں اُمیدوار کی درخواست پر فیصلہ کر کے اطلاع دیں۔

(ب) جو طلبہ غیر تعلیمی ویزے پر پاکستان آئے ،مگر پھر دینی ذوق کی بناء پر کسی مدرسہ میں پڑھنے لگے تو ایسے طلبہ کے ویزے متعلقہ ادارے یا ''وفاق'' کی تصدیق و سفارش پر تبدیل کر کے تعلیمی ویزوں میں بدل دیے جائیں۔

تازہ صورت حال :

صدر مملکت نے ۲۷؍دسمبر کی ملاقات میں اس مطالبہ سے اتفاق کیا۔چنانچہ ۱۲؍جنوری کے خطاب میں انہوں نے اعلان کیا کہ متعلقہ ملک کے این.او.سی کے بعد غیر ملکی طلبہ کو تعلیمی ویزہ جاری کر دیا جائے گا۔ایسے طلبہ کو واپس اپنے ملک جانے کی ضرورت نہیں۔البتہ ویزے کے حصول کو آسان بنانے کا مطالبہ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔واضح رہے کہ تمام وفاقوں نے اپنے ملحقہ مدارس کو ہدایات دی ہیں کہ کسی بھی غیر ملکی طالب علم کو قانونی دستاویزات کے بغیر ہرگز داخلہ نہ دیا جائے۔

(۶) دینی مدارس آرڈیننس :

چند ماہ قبل حکومت نے ایک ''دینی مدارس آرڈیننس'' جاری کیا تھا اور اعلان کیا تھا کہ اس کا تعلق صرف اُن مدارس سے ہوگا جو ماڈل دینی مدارس اور دارالعلوم حکومت خود قائم کرے گی یا جو یہ مدارس رضا کارانہ طور پر اس بورڈ سے الحاق کریں گے۔ حکومتی حلقوں کی طرف سے یہ یقین دہانی کروائی گئی کہ اس آرڈیننس سے آزاد دینی مدارس کی خودمختاری پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

صحیح صورت حال :

اس آرڈیننس کے بغور مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں ایسے الفاظ شامل ہیں کہ اس آرڈیننس کے تحت قائم ہونے والے بورڈ کا دائرہ کار غیر ملحق دینی مدارس و جامعات تک وسیع ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ۲۷ ردسمبر کو صدر پاکستان سے ملاقات کے دوران ہم نے اس خدشہ کا اظہار کیا اور اُن پر واضح کیا کہ ہم دینی مدارس کے نظام تعلیم و تربیت، نصابِ تعلیم، امتحانات اور اندرونی اُمور میں حکومتی مداخلت کو ضرر رساں سمجھتے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں ممتاز یونیورسٹیاں اپنے معاملات میں سرکاری مداخلت سے مکمل طور پر آزاد ہوتی ہیں۔ لہٰذا دینی مدارس کو بھی حکومتی مداخلت سے آزاد رہنے دیا جائے اور اس آرڈیننس میں مناسب ضروری اصلاح کی جائے۔ نیز اس آرڈیننس کی اصلاح کے لیے ایک تین رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اس کمیٹی کے لیے مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب (نائب صدر تنظیم المدارس پاکستان)، راقم الحروف محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان) اور جسٹس (ر) امجد علی (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل) کے نام پیش کیے گئے۔ صدر پاکستان نے اس مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے اس آرڈیننس کی اصلاح کے لیے مذکورہ بالا سہ رکنی کمیٹی کی منظوری دیدی ہے اور عنقریب وزارت مذہبی اُمور اس کا اجلاس طلب کررہی ہے۔

(۷) مختلف حکومتی اداروں کی طرف سے مدارس کو موصول ہونے والے فارم :

کچھ عرصہ سے حکومت کے مختلف محکموں اور ایجنسیوں کی طرف سے دینی مدارس کے کوائف طلب کیے جارہے ہیں اگرچہ ان میں زیادہ تر وہی کوائف پوچھے گئے ہیں جن کی تشہیر عام طور پر اہل مدارس کرتے رہتے ہیں اور انہیں فراہم کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے لیے جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے وہ خاصا پریشان کن اور تکلیف دہ ہے یہ معلومات پہلے وزارتِ تعلیم، پھر وزارت مذہبی اُمور اور اب محکمہ اوقاف نے طلب کی ہیں جو دراصل ''وفاق'' کے فارم الحاق کی نقل ہیں۔

ہم اس سلسلہ میں حکومت کو متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ آپ کو مدارس کے جو کوائف بھی مطلوب ہوں وہ متعلقہ

وفاقوں کے مرکزی دفاتر سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔اس سلسلہ میں اہل مدارس کو پریشان نہ کیا جائے۔یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ بعض سرکاری اہل کار اہل مدارس سے توہین آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں اور غیر متعلقہ سوالات کرتے ہیں۔اس نامناسب طرزِ عمل کے باعث مدارس میں کافی اضطراب پایا جاتا ہے۔مدارس میں بے پناہ مصروفیات اور ملازمین محدود ہوتے ہیں۔ایک ہی نوعیت کے مختلف محکموں سے موصول ہونے والے یہ فارم ان کے لیے تضییع اوقات کا سبب بنتے ہیں۔جب ایک محکمہ یہ کوائف حاصل کر چکا ہے تو باقی محکموں کو اُسی سے رجوع کرنا چاہیے۔اربابِ حکومت ہمارے اس موقف سے زبانی طور پر تو اتفاق کرتے ہیں لیکن تاحال اُن کا عمل اس کے خلاف ہے۔

بہرحال ان فارموں کو پُر کردینے میں کوئی حرج نہیں۔لیکن اگر کوئی مدرسہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی سوال ایسا ہے جس کا جواب عام مصلحت کے خلاف ہے تو وہ اسے ''وفاق'' کی طرف محول کرے۔خود مختار بورڈ، عصری علوم کی تعلیم اور اس سلسلہ میں مشکلات، مسائل اور تجاویز وغیرہ کے جواب میں یہ لکھا جائے کہ ہمارا الحاق ''وفاق المدارس'' سے ہے۔اس سلسلہ میں ہم ''وفاق'' کے فیصلے اور پالیسی کے پابند ہیں۔

(۸) مدارس اور علماء کرام کے خلاف حالیہ حکومتی اقدامات :

حکومت کے اعلان اور یقین دہانیوں کے برعکس بعض مقامات پر مدارس کے دفاتر کو سیل اور مہتمم حضرات، اساتذہ کرام اور طلبہ کو گرفتار کیا گیا ہے۔یہ کارروائی بلا جواز اور غیر قانونی ہے۔یہ تمام حضرات صرف درس و تدریس کا مقدس فریضہ انجام دینے والے ہیں۔ہم اپنی بساط کے مطابق بھر کوشش کر رہے ہیں کہ گرفتار شدگان کی جلد از جلد رہائی عمل میں آسکے اور دفاتر کھل سکیں۔اربابِ مدارس سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس طرح کی صورت حال میں مقامی سطح پر اہل مدارس اور علماء کے مشترکہ اجلاس بلوائیں، تمام مکاتب فکر سے رابطہ کریں، ضلعی ناظمین اور انتظامیہ سے مشترکہ وفود کی صورت میں ملیں۔اگر ضرورت ہو تو احقر سے بھی رابطہ کریں۔نیز گرفتار شدہ علماء اور مدارس کے خلاف ہونے والی کارروائی سے احقر کو بھی مطلع فرمادیں۔

آخری گزارش !

سہ ماہی ''وفاق'' کے شمارہ نمبر ''۵'' اور ''۶'' کا مکمل مطالعہ فرمالیا جائے۔ان میں تمام ضروری تفاصیل موجود ہیں۔آئندہ ہر شمارے کے مطالعہ کا اہتمام فرمادیں تو آپ کو تقریبًا تمام سوالات کے جواب حاصل ہوسکتے ہیں۔علاوہ ازیں اپنے وسائل کے مطابق رائے عامہ کو مدارس کے حق میں ہموار کریں۔تمام طبقات حکام، وکلاء، علماء، تاجر، صنعتکار، اخبار نویس، کالم نویس، دانشوروں، سیاست دانوں اور سول و فوجی افسران سے ملاقاتیں کرکے انہیں دینی مدارس کی

خدمات سے آگاہ کریں اور مدارس کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کی حقیقت بیان کریں۔ "وفاق المدارس" اور "اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان" کو مضبوط بنائیں اور مرکز سے رابطہ رکھیں۔

بنظرِ حالاتِ حاضرہ آپ کی آراء وتجاویز ہمارے لیے رہنما ہوں گی۔ مدارس کے تحفظ کے لیے ہمیں مزید کیا اقدام اُٹھانے چاہئیں؟ اپنی رائے گرامی سے ضرور مطلع فرمادیں۔

راقم الحروف نے اپنی یہ معروضات قدرے تفصیل کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کردی ہیں تاکہ تمام دینی حلقوں اور وفاقوں کے مشترکہ موقف کے علاوہ تاحال کی جانے والی کارگزاری بھی آنجناب کے علم میں آسکے۔ تاہم یہ سب ظاہری اسباب ووسائل ہیں اور اپنی تاثیر میں مؤثر حقیقی اور مسبب الاسباب کے محتاج ہیں۔ اس لیے مدارس دینیہ، مساجد اور دینی مکاتب کے تحفظ و بقاء اور آزادی وخودمختاری کے لیے خصوصی دُعاؤں کی از حد ضرورت ہے۔ اسے فراموش نہ فرمایا جائے بلکہ جو لوگ مساجد ومدارس کے بارے میں نیک عزائم نہیں رکھتے اُن سے نجات کے لیے بھی دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔ یہ مدارس جس طرح ماضی میں انتہائی کٹھن حالات کے باوجود اپنے مشن پر کاربند رہے ہیں ان شاء اللہ آئندہ بھی رہیں گے۔ واللہ المستعان و علیہ التکلان.

عُمدہ اور فینسی جلد سازی کا عظیم مرکز

NBB

نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور۔ فون 7322408

الاستفتاء

*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں :

(۱) روح کا قفسِ عنصری سے پرواز کر جانے کے بعد جسم سے کیا تعلق رہتا ہے؟

(۲) کیا مردہ کی روح دنیا میں واپس آتی ہے؟

(۳) کیا مردہ قبر میں شعور واحساس کرتا ہے یا نہیں؟

(۴) کیا مردہ مرنے کے بعد سُنتا اور دیکھتا ہے یا نہیں؟

(۵) حیاتِ انبیاء اور عامۃ المؤمنین کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے؟

(۶) حیاتِ شہداء اور دیگر مؤمنین کی حیات میں کیا فرق ہے؟

(۷) کیا مردہ بقید حیات لوگوں کی طرح صحیح وسالم احساس رکھتا ہے؟

محمد افضل افریقی

متعلم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

۲؍جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق

(۱) متقدمین فقہاء نے روح اور جسم بعد الموت کے درمیان تعلق کی تعبیر اس طرح کی ہے کہ آفتاب اور زمین اور زمین کی چیزوں کے درمیان جس قسم کا تعلق ہوتا ہے اسی قسم کا روح اور جسد بعد الموت کے درمیان ہوتا ہے کہ آفتاب کی شعائیں زمین اور زمین کی چیزوں پڑتی ہیں، اور زمین اور زمین کی ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق متاثر ہو جاتی ہے۔

شیشے میں گرمی کے ساتھ ساتھ چمک بھی پیدا ہو جاتی ہے اور سیاہ خشک پتھر جلد اور تیز گرم ہو جاتا ہے اور سنگ مرمر بہت دیر میں اور کم گرم ہوتا ہے، اسی طرح درجہ بدرجہ ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق متاثر ہوتی ہے، یہی حال جسد بعد الموت کے اور اس کی روح کے تعلق کا ہوتا ہے کہ جسد سے شعائیں چلتی ہیں اور اس کی ارواح تک پہنچتی ہیں، اور روح اس سے متاثر (خوش یا متالم وغیرہ) ہوتی ہے، اور جسد بعد الموت جس جگہ اور جس حالت میں بھی ہو اس کی شعائیں اس کی

روح تک پہنچتی رہتی ہیں، اور روح متاثر ہوتی رہتی ہے بالکل اسی طرح روح سے اس کے جسد تک شعائیں پہنچتی ہیں، اور جسد اس سے متاثر ہوتا ہے اور بالکل اسی طرح نفس اور روح کے درمیان بھی شعاؤں کا تعلق ہوتا ہے، جیسا کہ علامہ ابن قیم نے کتاب الروح میں بیان کیا ہے۔

اور اس قسم کے تعلق کا ثبوت نصوص و روایات سے ہوتا ہے، خاص کر عذاب قبر اور بعد الموت کے حالات سے متعلق روایات سے معلوم ہوتا ہے، اور یہ بھی ظاہر و عیاں ہے۔

یہ تعبیر محض عوام کی سمجھ کے لیے ہے اور اب تو ریڈیو، وائرلیس ٹیلکس اور راکٹ وغیرہ کی ایجادات سے اس ربط و تعلق کا سمجھنا تو اور بھی قریب الفہم و آسان ہوگیا۔ اس لیے کہ دنیا کے جس ملک و خطہ سے رابطہ قائم کرنا چاہیں، وہاں کے نمبر سے اپنے یہاں کا نمبر ملالیں، رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور اپنا تأثر ان تک اور ان کا تأثر اپنے تک پہنچادیتے ہیں حالانکہ بیک وقت بہت سے ریڈیوں وغیرہ لاسلکی لائن ایک مقام سے دوسرے مقام تک چلتی رہتی ہیں اور آپس میں ٹکراؤ ہوکر کسی کے رابطہ میں مزاحمت و گڑبڑ عموماً پیدا نہیں کرتیں، بالکل اسی طرح لاکھوں جسم و روح کے روابط ہر وقت چلتے رہنے کے باوجود ایک دوسرے سے مزاحم ہوکر رابطہ میں خلط ملط پیدا نہیں کرتے۔

بلکہ آج کل کمانڈر انچیف جو محاذ جنگ سے بسا اوقات صدہا میل دور بیٹھ کر اپنی لاسلکی ذریعوں سے محاذ کی نگرانی اور ان کی مستقل کمان ہر وقت کرتا رہتا ہے۔ اور یہ لاسلکی چلتی ہوئی لائنیں اس میں مزاحم نہیں ہوتیں۔ بلکہ سطح ارض سے بہت بلند فضا میں بلکہ کرۂ ارض کے تأثر سے باہر بھی راکٹ کی نگرانی و تربیت کرنے والا ہمہ وقت اسی لاسلکی تعلق کی بنیاد پر ہمہ وقت نگرانی وغیرہ کرتا رہتا ہے اور جب انسانی نظم اپنی قوت و طاقت کے محدود و زوال پذیر ہونے کے باوجود ایسا تعلق لاسلکی پیدا کرسکتا ہے تو احکم الحاکمین جو ان عقول کا خالق و پروردہ ہے ایک مضبوط نظم کرے، اس میں کیا استبعاد ہے اور گفتگو تو محض سمجھانے اور قریب الفہم کرنے کے لیے ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کیفیت و تعلق کا پورا اور صحیح علم صرف ذات باری تعالیٰ عزاسمہٗ کو ہے اور اسی کو ہوسکتا ہے اور اس کی حقانیت پر بطور دلیل و علامت کچھ اشارے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری رہبری و ہدایت کے لیے بہ لسان نبوت ظاہر فرمادیے ہیں تاکہ عقول سافلہ بھی بغیر پریشانی کے تسلیم کرلے۔ فتدبروا وتفکروا و آمنوا باللہ العزیز العلیم۔

(۲) دنیا ایک عالم ہے اور اس کے دو حصے ہیں۔ ایک کا نام عالم مادیات ہے جیسے آگ ہوا پانی، زمین یعنی عناصر اربعہ اور ان سے ان کے جنس کی پیدا شدہ چیزیں۔ دوسرا حصہ عالم مجردات کا ہے۔ جیسے روح، عقل، ہوش، فہم و ادراک وغیرہ۔ روح مرنے کے بعد جسم سے نکل کر اسی دنیا کے عالم مجردات میں رہتی ہے اس لیے دنیا میں آنے کا کیا سوال؟ البتہ جس مقام میں رہتی ہے اس کا نام برزخ ہے برزخ کے دو طبقے ہیں ایک کا نام علیین ہے اور دوسرے کا نام سجین

ہے، سجین میں کافر کی روح رہتی ہے سجین کا تعلق جہنم سے ہوتا ہے اس لیے جہنم کے اثرات اس میں آتے ہیں جس سے رُوحوں کو طرح طرح کے رنج وغم و مصیبت و تکلیف ہوتی ہے اور اس کا اثر جسم مادی کو بھی جواب نمبر ا میں لکھے طریقہ پر ہوتا ہے اور کبھی براہ راست جسم پر عتاب ہوتا ہے اور اس کا اثر روحوں کو پہنچتا ہے، جس سے وہ بھی معذب ہوتی ہیں، سجین بمنزلۂ حوالات کے ہے اس سے ان روحوں کو نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی اگر ہوتی بھی ہے تو حوالاتی قیدی کی طرح ہوتی ہے۔اور علیین میں مومنین کی روحیں رہتی ہیں، علیین کا تعلق جنت سے ہوتا ہے اس لیے جنت اور نعمائے جنت کے اثرات ان روحوں میں آتے ہیں۔اور اس سے ان روحوں کو طرح طرح کی راحت و آسائش میسر ہوتی ہے اور اس سے ان کو طرح طرح کی خوشی حاصل ہوتی ہے اور اس کا اثر ان کے جسم مادی تک حسب جواب نمبر ا پہنچتا ہے، اور کبھی براہ راست جسم مادی کو راحت و نعمت ملتی ہے، جس سے جسم خوش و فرحاں ہوتا ہے اور اس کا اثر ان کی روحوں تک پہنچتا ہے، اور وہ بھی خوش و فرحاں ہوتی ہیں۔اور علیین ان کے لیے باغ جنت کا نمونہ ہوتا ہے اور وہ روحیں حسبِ اجازتِ خداوندی گھومتی پھرتی بھی ہیں، مگر مجردات کے قبیل سے ہونے کی وجہ سے ہم کو ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔کبھی کبھی بحکم خداوندی محسوس ومبصر بھی ہو جاتی ہیں۔جس طرح شیاطین و جنات و ملائکہ قبیل مجردات سے ہونے کے باعث قریب رہ کر بھی ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آتے مگر کبھی کبھی بحکم خداوندی محسوس ومبصر بھی ہو جاتے ہیں اسی طرح ان روحوں کا بھی حال ہوتا ہے۔ان باتوں کے ثبوت میں بکثرت احادیث و روایات و آثار موجود ہیں اور کبھی واقعات بھی حسبِ حکمت خداوندی اس پر شاہد بن جاتے ہیں۔ان روحوں کے قوائے ادراکیہ و عملیہ دونوں قفس عنصری چھوڑنے کے بعد بہت مضبوط اور تیز ہو جاتے ہیں۔بیضاوی شریف میں **تبقی دراکة** کے لفظ سے تعبیر کیا ہے ای **تبقى دراكة باذنه وحسب حكمته تعالى لا مطلقًا . ولا اصالة .**

جنات وغیرہ کی طرح آن واحد میں دور سے دور پہنچ جاتی ہیں اور حسبِ حکمت خداوندی اور باذنِ خداوندی اپنے اولیاء واحباب کی معاونت اور ان کے اعداء و دشمنوں سے مدافعت وغیرہ بھی کرسکتی ہیں اور آپس میں ملاقات و بات چیت بھی کرسکتی ہیں چنانچہ صحیح احادیث میں ہے کہ جب مومن کی روح مرنے کے بعد علیین میں پہنچتی ہے تو وہاں کی روحیں ملاقات کرتی ہیں۔حالات بھی پوچھتی ہیں اپنے خاندان اور کنبہ والوں کو بھی پوچھتی ہیں جب یہ روح کہتی ہے کہ وہ تو ہم سے پہلے آچکا ہے، کیا یہاں نہیں پہنچا تو وہاں کی روحیں کہتی ہیں کی پھر وہ سجین میں گیا اور پھر اس سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔

اسی طرح بعض احادیث میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز چڑیوں کے قالب میں اُڑ کر عرش کے نیچے عرش کے قریب تک پہنچ جاتی ہیں۔

ان چیزوں کی مزید تفصیل و وضاحت مطلوب ہو تو بیہقی و محدث جلیل حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی

تفسیر (تفسیر مظہری) میں آیت کریمہ **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون** کی تفسیر ملاحظہ کیجئے۔

(۴،۳) مردہ قبر میں شعور واحساس بھی رکھتا ہے، اور سنتا اور دیکھتا بھی ہے جیسا کہ مرنے کے بعد نکیرین سے مردہ سے سوال وجواب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے

اور زیارتِ قبور کی روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب زیارت کرنے والا السلام علیکم الخ کہتا ہے تو وہ اس کو سنتا ہے، اور جواب بھی دیتا ہے، اور یہ الگ بات ہے کہ وہ جسد مادی کی زبان سے جواب نہیں دیتا ہے اس لیے ہم اس کو عنصری کانوں سے نہیں سنتے۔

نیز مصنف ابن ابی شیبہ اور حاکم کی روایت جو عقبہ بن عامرؓ سے اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے (معلوم ہوتا ہے) حضرت عقبہ بن عامرؓ صحابی کے الفاظ یہ ہیں **لا ن اطأ علی جمرة او علی حد سیف حتی یخطفه رجلی احب الی من ان مشی علی قبر رجل مسلم وما اُبالی أ فی القبور قضیت حاجتی ام فی السوق بین ظهرانیه والناس ینظرون** [1] اور اسی روایت کو انہی الفاظ میں ابن ماجہ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے۔

(شرح الصدور للسیوطی ص ۱۲۴)

نیز حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جس میں ارشاد نبوی اس طرح ہے **مامن رجل یزور قبر اخیه ویجلس عنده الا استأنس به ورد علیه حتی یقوم** [2] (کتاب الروح للعلامۃ ابن قیم) نیز حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے جس میں ارشاد نبوی بایں الفاظ منقول ہے **ما من رجل یمر علی قبر اخیه المؤمن کان یعرفه فیسلم علیه الا رد علیه السلام** [3] پھر یہی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔

غرض اس قسم کی روایات مختلف سندوں سے اس طرح کثرت سے مروی ہیں کہ سب مجموعہ حدیث حسن لغیرہ تک پہنچتا ہے اور اس کا ضعف مرتفع ہوکر ان کو ضعیف یا سقیم کہنا صحیح نہ ہوگا۔

---

[1] میں کسی انگارے پر پاؤں رکھوں یا تلوار کی دھار پر حتی کہ وہ میرے پاؤں میں گھس جائے یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں کسی مسلمان آدمی کی قبر پر چلوں پھروں۔ اور مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ میں قبرستان میں قضاء حاجت کروں یا برسرِعام لوگوں کے سامنے کروں۔

[2] جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ مردہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے حتی کہ وہ اٹھ کر چلا جائے۔

[3] جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جس سے اس کی جان پہچان ہوتی ہے اور اسکو سلام کرتا ہے تو وہ صاحب قبر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں اس بات پر اجماع سلف نقل کیا ہے کہ روحیں اپنی زیارت کرنے والے کو پہچانتی ہیں اوراسی سے بشارت لیتی ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں۔و السلف مجمعون علی ھذا وقد تواترت الآثار عنھم بان المیت یعرف زیارۃ الحی لہ ویستبشربہ۔ [۱]

ایک شبہہ :

رہ گیا یہ شبہہ کہ نکیرین والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مرنے والے سے یہ سوال وجواب ہوتا ہے، لیکن ہر مرنے والا قبر میں دفن نہیں ہوتا تو یہ سوال وجواب سب سے کس طرح ہوگا اور روایت کا عموم وشمول کس طرح صحیح ہوگا۔

جواب شبہہ :

جواب یہ ہے کہ چونکہ عموماً مردے اسی قبر میں دفن ہوتے ہیں جو زمین میں گڑھا کھود کر بنائی جاتی ہے ورنہ قبر کے پورے معنی یہ ہیں "مقرّ الجسد بعد الموت" مرنے کے بعد جسم کی جگہ۔

پس مرنے کے بعد نظر انسانی سے اوجھل ہو کر جہاں بھی اور جس حال وشکل میں جسد رہے گا وہی اس کی قبر ہے اور وہیں نکیرین کا سوال وجواب ہوتا ہے۔لہٰذا اب روایت کے عموم وشمول میں اس سے کوئی فرق نہ پڑے گا۔

ایک اور شبہہ اور اس کا ازالہ :

آیت کریمہ ان اللّٰہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور الآیۃ [۲] سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے قبروں میں نہیں سن سکتے ورنہ وما انت بمسمع الخ نہ فرمایا جاتا۔

جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ قلیب بدر میں جو مقتولین کفار ڈالے گئے تھے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح خطاب فرمارہے تھے جس طرح زندوں سے خطاب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ زندوں کی طرح ان کو نہیں سنا سکتے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سنوا سکتا ہے اسی مفہوم کو روح المعانی میں بیان کیا ہے۔المراد نفی الا سماع بطریق العادۃ۔ [۳]

---

[۱] اسلاف کا اس پر اجماع ہے اور اُن کے اس سلسلہ میں تواتر کی حد تک آثار منقول ہیں کہ میت اپنی زیارت کے لیے آنے والے زندہ شخص کو پہچانتی ہے اور اس سے خوش ہوتی ہے۔

[۲] بلاشبہ اللہ تعالیٰ سناتے ہیں جسے چاہتے ہیں اور آپ نہیں ہیں سنانے والے ان کو جو قبروں میں ہیں۔

[۳] اس سے بطریق عادت سنانے کی نفی مراد ہے۔

اگر آیت کریمہ کے عموم الفاظ سے یہ حکم تمام مردوں کو خواہ مومن ہوں یا غیر مومن ہوں، سب کو عام قرار دیا جائے تو یہ مفہوم ہوگا کہ ہم یا کوئی دوسرا اپنے اختیار وقدرت سے زندوں کی طرح ان کو نہیں سنا سکتے، بلکہ اللہ تعالی حسب حکم آیت کریمہ ان اللہ یسمع من یشاء خود سنا سکتے ہیں، باقی اس آیت سے خود مردوں کا نہ سُنتا دیکھنا ثابت نہیں ہوتا لہٰذا مذکورہ بالا احادیث وآثار میں مردوں کو دیکھنے سننے کا ذکر آیا ہے اس کے یہ آیت منافی ومتضاد نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص **ولا تسمع الصم الدعاء** [1] کے منطوق الٰہی سے استدلال کرے کہ مردے بھی نہیں دیکھ سن سکتے تو اس کا جواب بھی یہی ہوگا کہ وہ اپنے اختیار وقدرت سے زندوں کی طرح نہیں سن سکتے باقی بفحوائے منطوق الٰہی **ان اللہ یسمع من یشاء** اللہ تعالی کے سُنانے دکھانے سے وہ دیکھ سن سکتے ہیں۔

پس احادیث وآثار مرویہ جن میں مردوں کا دیکھنا سُنتا مروی ہے۔ بطریق اشارۃ النفس یہ بات ماننی لازمی ہوگی کہ وہ باذنہٖ تعالی وحسب حکمۃ سنتے دیکھتے ہیں البتہ جن اشیاء کے بارے میں نص ناطق ہو کہ نہیں دیکھ سن سکتے ان کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنا لازم ہوگا کہ ان اشیاء کو نہیں دیکھ سن سکتے۔ پھر جن اشیاء وامور کے بارے میں دیکھنے نہ دیکھنے یا سننے نہ سننے سے نص میں سکوت ہو ان اشیاء کے بارے میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اصول کے مطابق سکوت کرنا لازم ہوگا۔

اس گفتگو سے سماع موتی کا مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ نہ مطلقاً ہر حال میں سماع کے قائل ہو سکتے ہیں اور نہ مطلقاً ہر حال میں عدمِ سماع ہی کے قائل ہو سکتے ہیں، بلکہ اوپر کی تشریح وتفصیل کے مطابق عقیدہ رکھنا ہی اسلم ہوگا۔

(۶،۵) حیات انبیاء علیہم السلام اور حیات مؤمنین کی حیات برزخیہ میں بڑا فرق ہے اور اسی طرح حیات شہداء ودیگر مؤمنین کی حیاتِ برزخیہ میں بھی بہت فرق ہے۔ آیت کریمہ **اولٓئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین و الشھداء والصالحین الآیۃ** [2] میں خواص مؤمنین کے اسی ترتیب ذکری کے مطابق چار مرتبے بیان فرمائے گئے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ صالحین مؤمنین غیر صالحین سے متمیز وممتاز رہیں گے اور یہ فرق دنیوی حیات سے لے کر برزخی حیات بلکہ اخروی حیات میں بھی ملحوظ رہے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالی سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے **ان الذین قالوا ربّنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون الآیۃ** [3] بعض صحیح روایات میں آتا ہے کہ صالحین کاملین کو دنیا میں جس عبادت کا مقام حاصل ہو

---

[1] آپ نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار۔ [2] یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء صدیقین۔ شہداء اور صالحین۔
[3] تحقیق جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔

جاتا ہے وہ بعد الموت (برزخ میں) بھی اپنے مقام عبادت کے اعتبار سے باذنہ تعالیٰ اس عبادت میں مشغول رہتے ہیں مثلاً کسی کو مقام صلوٰۃ حاصل ہے تو قبر میں بھی نماز کے ساتھ مشغول رہتا ہے تو کوئی تلاوت میں مشغول رہتا ہے، غرض اپنے اپنے مقام کے اعتبار سے تعلق مع اللہ میں مشغول رہتے ہیں بلکہ بعض صالحین کاملین کے جسد پر زمین دست درازی نہیں کر سکتی۔ اس سے عامۃ المؤمنین وصالحین کی حیات برزخی میں فرق ظاہر ہوگیا۔

پھر بفحوائے ترتیب آیت کریمہ اولٓئک الذین انعم اللہ علیھم الخ شہداء کو زیادہ فضیلت ومزیت ہوتی ہے، چنانچہ شہداء کو اسی کپڑے وخون کے ساتھ قیامت میں اُٹھایا جائے گا وغیرہ وغیرہ امور ماثورہ فی الآثار الصحیحہ کمافی شرح الصدور للسیوطی ایضاً۔ اور یہ صورت خود شہداء کی حیات برزخی کے صالحین سے قوی تر ہونے کی دلیل ہے۔ پھر اسی آیت کریمہ کی ترتیب ذکری کے مطابق صالحین وشہداء پر برزخ میں بھی صدیقین کو فوقیت اور مزید فضیلت ومزیت حاصل ہوگی، اس تفصیل سے ان اقسام ثلثہ (صالحین، شہداء، صدیقین) کے اندر آپس میں بھی حیات برزخیہ کے فرق کی طرف اجمالی اشارہ نکل آیا یعنی صدیقین کی حیات برزخی شہداء سے بھی قوی تر ہوگی، اور پھر انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخی کا ان سب سے قوی ہونا نکل آیا۔

علاوہ ازیں غیر نبی کی ازواج بیوہ ہونے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہیں، لیکن انبیاء علیہم السلام کی ازواج اپنا نکاح کسی سے نہیں کر سکتیں۔ یہ قول بھی اسی وجہ سے ہے کہ انبیاء کی حیات برزخی اتنی قوی ہے کہ ان کی ازواج کا نکاحِ دنیوی جو دنیوی حیات کی فرع ہے باقی رہتا ہے، اس سے انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخی کا سب سے زیادہ قوی ہونا بھی معلوم ہوگیا۔

پھر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخی کی فوقیت اور آپ کا آپ کے ماسوا سب سے زیادہ قوی واکمل ہونے کا پوچھنا ہی کیا ہے اس پر بے شمار روایات وآثار کتبِ احادیث وآثار میں مروی وثابت ہیں مثلاً ارشاد نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام من رآنی فی المنام فقد رآنی و فی روایۃ فقد رأی الحق[۱] اور مثلاً من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی[۲] او کما قال علیہ السلام اور مثلاً من حج او اعتمر ثم زار قبری فکانما زارنی[۳] او کما قال علیہ السلام اور مثلاً من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی[۴] رواہ ابن عدی بسند حسن و فی روایۃ من وجد سعۃ ولم یزرنی فقد جفانی[۵] وغیرہ یہ سب اسی قوت وبرزخی حیات کی فوقیت کی

---

[۱] جس نے مجھے دیکھا خواب میں یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ تحقیق اس نے حق وسچ دیکھا۔

[۲] جس نے میری زیارت کی میری وفات کے بعد گویا کہ اس نے میری زیارت کی میری زندگی میں۔ [۳] جس نے حج یا عمرہ کیا پھر میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زیارت کی۔ [۴] جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔

[۵] ایک روایت میں ہے کہ جس نے وسعت کے باوجود میری زیارت نہیں کی اس نے بے وفائی کی۔

جانب مشعر ہیں، غرض ان سب سے آپ کی حیات انبیاء علیہم السلام اور حیات عامۃ المؤمنین میں فرق ظاہر ہوگیا بلکہ مراقی الفلاح میں اس طرح مذکور ہے۔ **ومما هو مقرر عند المحققين انه صلى الله عليه وسلم حی یرز ق ممتع بجيع الملاذ (المناسب لشانه) والعبادات غير انه حجب عن ابصار القا صرين عن شريف المقامات** آپ کی حیات میں اور غیر انبیاء کی حیات میں زمین وآسمان کا فرق نمایاں ہوگیا۔

(۷) ہاں رکھتا ہے، بلکہ اس سے قوی تر رکھتا ہے، البتہ اس کا رنگ ولون دوسرا ہوتا ہے یعنی دینوی حیات کا لون ورنگ مادہ کے ساتھ مشوب رہتا ہے اور ان کا اس تشویب سے منزہ و پاک ہوکر خالص وصافی رہتا ہے اور اسی وجہ سے مادی آنکھوں سے اوجھل ومخفی رہتا ہے، باقی جن کو اللہ تعالی نے اس عالم سے بہ برکت اتباع سنت واتباع شریعت جلاء ونورانیت عطا فرمائی ہے، وہ اس کو خود بھی اس حیات مادی کے ساتھ محسوس کر لیتے ہیں، **ولا مناقشة ولا استحا لة فيه كما حققه المحققون من الامة كالعلامة ابن القيم وغيره .**

هذاما ظهرلی الآن بفتح المنان وعليه التكلان . فقط

واللہ تعالی اعلم

کتبہ العبد نظام الدین مفتی دار العلوم دیو بند

۹/۶_۱۴۰۴ھ

شرعی اصول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر:۔ شیخ فیروز الدین۔ محمد اعزاز

محمد گولڈ سنٹر عقب گنگا رام سنٹر فسٹ فلور دھوبی منڈی پرانی انارکلی لاہور فون: 7240181

قسط : ۱۳

فہم حدیث

*

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ تعلق

*

﴿حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب﴾

*

اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتے :

عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیمایروی عن ربہ عزو جل انی حرمت علی نفسی الظلم وجعلتہ بینکم محرمًا فلا تظالمو .(مسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ظلم کرنا اپنے اوپر بھی حرام کیا ہے اور تم پر بھی حرام کیا ہے تو خبردار ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی بندوں پر رحمت :

عن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ مائۃ رحمۃ انزل منھا رحمۃ وا حدۃ بین الجن و الانس والبھائم والھوام فبھا یتعاطفون وبھا یتر احمون وبھا تعطف الوحش علی و لدھا واخر ھا اللہ تسعاو تسعین رحمۃیر حم بھا عبادہ یوم القیامۃ (مسلم وبخاری، مسلم ص ٣٥٦)

حضرت ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے سو رحمتیں ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کیے ہیں) جن میں سے اس نے جنات اور انسانوں اور جانوروں اور حشرات میں رحمت کا صرف ایک حصہ اتارا ہے۔اس ایک حصہ کی وجہ سے وہ باہم ایک دوسرے سے مہربانی کرتے ہیں۔اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔اسی ایک حصہ سے وحشی جانور اپنے بچوں سے محبت رکھتے ہیں رحمت کے باقی ننانوے حصوں کو اس نے قیامت کے دن کے لیے رکھ چھوڑا ہے کہ ان سے اپنے مومن بندوں پر رحم فرمائے گا۔

عن جندب عن النبی صلی الله علیه وسلم ان رجلاقا ل والله لا یغفر الله لفلا ن وان اللّٰہ تعالی قال من ذاالذی یتالی علی أنی لااغفر لفلان فانی قد غفرت لفلان وأحبطت عملک (مسلم).

حضرت جندب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ خدا فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالی نے فرمایا یہ کون ہے جو مجھ پر قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا (جا) میں نے فلاں کو (تو) بخشا اور تیری قسم کو باطل (یعنی جھوٹا) کر دیا۔

عن ابن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء.
(ترمذی و ابو داود)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (مخلوق پر) رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے تو تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

اللہ تعالی کا اپنے نیک بندوں کے ساتھ معاملہ :

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی قال من عادیٰ لی ولیا فقد آذنته بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء أحب الی مما افترضت علیه وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصرهٗ الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سالنی لاعطینه ولئن استعاذنی لا عیذنهٗ
(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے دوست اور ولی سے دشمنی کی میری طرف سے اس کو اعلان جنگ (یعنی میری سخت ناراضگی کا اعلان) ہے۔ میرا بندہ میرا تقرب کسی اور عمل سے جو مجھے پسند ہو اتنا حاصل نہیں کرتا جتنا کہ اس عمل سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے

میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں (اس کے وہ اعمال خیر جن کے لیے پہلے اس کو کچھ تکلف کرنا پڑتا تھا میرے محبت کرنے کی وجہ سے اس کی وہ کلفت دور ہو جاتی ہے اور صراط مستقیم پر قائم رہنا اس کے لیے بہت سہل ہو جاتا ہے) میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے (لہٰذا وہ وہی سنتا ہے جس کے سننے کی میں نے اجازت دی ہے) اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (لہٰذا وہ صرف وہی کچھ دیکھتا ہے جس کے دیکھنے کی میں نے اجازت دی ہے) اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے (لہٰذا وہ صرف وہی کام کرتا ہے جس کے کرنے کی میں نے اجازت دی ہے یا حکم دیا ہے) اور وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے (لہٰذا وہ صرف میری مرضی کے کام میں چلتا ہے، اس کے سوا نہ وہ کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ اور کوئی ادنیٰ حرکت کرتا ہے) اب اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے گا تو میں اُسے دوں گا اور اگر میری پناہ میں آنا چاہے گا تو میں اپنی پناہ میں لے لوں گا۔

اللہ تعالیٰ کا بندے کی توبہ پر خوش ہونا :

عن عبدالله بن مسعود قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله افرح بتوبة عبده المومن من رجل نزل فى ارض دوية مهلكة معه راحلته عليها طعامه و شرابه فوضع راسه فنام نومة فاستيقظ وقد ذهبت راحلته فطلبها حتّٰى اذا اشتد عليه الحر و العطش او ماشاء الله قال ارجع الى مكانى الذى كنت فيه فانام حتّٰى أموت فوضع راسه على ساعده ليموت فاستيقظ فاذا راحلته عنده عليها زاده و شرابه فالله اشد فرحا بتوبة العبد المومن هذا بر احلته و زاده (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جس نے کسی ہلاکت خیز جگہ میں پڑاؤ کیا۔ اس کے ساتھ اس کی سواری ہے جس پر اس کا سامان اور پانی بندھا ہے۔ (آرام کے لیے) اس نے اپنا سر زمین پر رکھا اور (کچھ دیر کے لیے) سو گیا آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کی سواری کہیں جا چکی ہے۔ اس نے اپنی سواری کو (بہت) ڈھونڈا یہاں

(باقی صفحہ ۶۰)

بزرگانِ دین کی زیرِ سرپرستی اعلیٰ، عمدہ، فینسی جلد سازی کا عظیم الشان مرکز

حقانیہ بک بائنڈنگ ہاؤس

اعلیٰ، دیدہ زیب، نفیس بائینڈنگ

برصغیر کا عظیم اور قدیم جلد ساز ادارہ

جدید ٹیکنالوجی کا شاہکار

قیمتی وقت کے ضیاع سے بچیں

ہر قسم کی جلد مثلاً لیمینیشن، ڈائی دار، بکس والی خوبصورت جلد کے لئے تشریف لائیں

بازار سے بارعائت اور معیاری جلد سازی

مسودہ دے کر کتاب مکمل کروانے کا بندوبست

زیرِ سرپرستی: حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہٗ

ہجویری پارک 3/10- ریٹی گن روڈ لاہور۔ فون رہائش:7662588- فون:7355447 موبائل:4835144-0320-

بزرگانِ دین کی زیرِ سرپرستی اعلیٰ، عمدہ، فینسی جلد سازی کا عظیم الشان مرکز

مدنی بک بائنڈنگ ہاؤس

جدید ٹیکنالوجی کا شاہکار اعلیٰ، دیدہ زیب، نفیس بائینڈنگ

برصغیر کا عظیم اور قدیم جلد ساز ادارہ

ہر قسم کی جلد مثلاً لیمینیشن، ڈائی دار، بکس والی خوبصورت جلد کے لئے تشریف لائیں

بازار سے بارعائت اور معیاری جلد سازی

زیرِ سرپرستی: حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہٗ

43- بابا فرید روڈ نزد بریڈے ہال، فون:7238252

شاہین اقبال اثر

عورت کل اور آج

چار دیواری میں تھی محبوس، بے پردہ نہ تھی   جب بچاری آشنائے رونق دنیا نہ تھی
اب حقیقت ہے مگر پہلے فقط افسانہ تھی   رشکِ گلشن ہوگئی ہے جو کبھی ویرانہ تھی
حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمعِ انجمن پہلے چراغِ خانہ تھی

مرد کے شانہ بہ شانہ دوبدو چلتی ہے وہ   مونگ خود ہزبینڈ کے سینے پہ اب دلتی ہے وہ
عہدِ نو ہے نئے سانچے میں اب ڈھلتی ہے وہ   کالج وسکول میں آفس میں اب پلتی ہے وہ
حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمعِ انجمن پہلے چراغِ خانہ تھی

مغربیت کا نشہ سر سے اترتا بھی نہیں   مشرقیت کا کوئی اب پاس رکھتا بھی نہیں
کھڑکی دروازوں میں اب باریک پردہ بھی نہیں   پہلے برقعہ تھا مکمل، اب دوپٹہ بھی نہیں
حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمعِ انجمن پہلے چراغِ خانہ تھی

پہلے ناکارہ تھی لیکن وہ بڑی قابل ہے اب   پہلے گھر کی آبرو تھی رونقِ محفل ہے اب
من چلوں کے حلقۂ احباب میں شامل ہے اب   اس کا پردہ میں چھپے رہنا بہت مشکل ہے اب
حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمعِ انجمن پہلے چراغِ خانہ تھی

بدنظر خوش ہو رہے ہیں یہ تماشہ دیکھ کر   آشیانہ عفتِ مریم کا جلتا دیکھ کر
حرمت مسلم، متاعِ دیں کو لٹتا دیکھ کر   رو دیے ہم شرم وغیرت کا جنازہ دیکھ کر
حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمعِ انجمن پہلے چراغِ خانہ تھی

جناب منظور احمد پڑھوی صاحب
ڈیرہ اسماعیل خان

قسط : ۱

"ربا" کی حرمت
قرآن وسنت کی روشنی میں

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

"ربا" کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ :

"ربا" کے لغوی معنیٰ ہیں کسی چیز کا بڑھنا پھولنا۔ از روئے شرع اس سے مراد وہ خاص قسم کی زیادتی اور بڑھوتری ہے جو بغیر کسی مالی عوض کے وصول کی جائے۔ اس سے قبل کہ ہم آگے بڑھیں یہ امر ضروری ہے کہ دورِ جاہلیت میں چلنے والے سودی کاروبار کا جائزہ لیں کیونکہ ہماری تمام بحث کا مطمحِ نظر یہ ہے کہ سود کی تعریف اور اس کی نوعیت کو ہم اچھی طرح سمجھ سکیں اس کے سمجھنے کے لیے کوئی دقت باقی نہ رہے۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ ہر دور اور زمانہ میں سامراج نے غریبوں اور کمزور لوگوں کا ہر قسم کا استحصال کیا ہے آئے دن ان لوگوں نے کمزوروں اور غریبوں کا خون چوسا ہے۔ دورِ حاضر کی طرح دورِ جاہلیت میں بھی سرمایہ دار لوگ غریبوں کا معاشی استحصال کرنے میں مختلف طریقے اپناتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تمام عرب معاشرہ سودی کاروبار میں مبتلا تھا۔ وہ بیع اور سود کو ایک جیسا سمجھتے تھے کیونکہ ان دونوں میں نفع مقصود ہوتا ہے۔ اس لیے ان دونوں کی حیثیت ایک جیسی ہے۔ لہٰذا اُصولی طور پر بیع اور سود میں کوئی فرق نہیں ہے۔ علاوہ ازیں چند اونچے خاندان والے دولت اور تجارت کے مالک تھے یعنی دولت چند گنتی کے افراد کے پاس موجود تھی، بقیہ معاشرہ بری طرح افلاس اور بھوک کا شکار تھا الغرض انسانیت کا ہر لحاظ سے اخلاقی، معاشرتی اور معاشی استحصال کیا جارہا تھا۔ قرض لینے کی صورت کچھ یوں تھی کہ جب غریب آدمی بوجہ غربت قرضہ لینے کے لیے امیر آدمی کے در پر جاتا، سرمایہ دار غریب آدمی کو اپنے دروازے پر حاضر دیکھ کر اتنا خوش ہوتا تھا جس طرح کہ بھیڑیا بکری کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

بیچارگی اور لاچاری کے پیشِ نظر غریب شخص امیر آدمی کی ہر قسم کی جائز وناجائز شرائط کو قبول کر لیتا تھا۔ قرضہ کی

ادائیگی کے لیے وقت کا تعین کیا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ہی اصل رقم کے علاوہ میعاد کے بدلے اس وقت کے مقرر کردہ شرح کے لحاظ سے مزید رقم بھی غریب آدمی کو ادا کرنا پڑتی تھی اس مزید رقم کو سرمایہ دار نفع سے تعبیر کرتے تھے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ مقروض شخص مقررہ وقت پر قرضہ ادا کرنے سے قاصر ہو جاتا اس لیے اسے مزید وقت کی ضرورت درکار ہوتی تھی مزید وقت دینے کے لیے سرمایہ دار اصل رقم کے ساتھ مقرر کردہ شرح کے لحاظ سے مزید رقم بڑھا دیتا تھا یہ سلسلہ سال در سال تک جاری رہتا تھا۔ نوبت بایں جا رسید کہ چند سالوں کے بعد اصل قرض سے سود کی رقم بڑھ جاتی تھی۔

سود کی مذکورہ نوعیت کو ''ربا بالنسیہ'' سے تعبیر کرتے ہیں یعنی اُدھار دے کر میعاد کے بدلے نفع حاصل کرنا ''ربا بالنسیہ'' کے علاوہ سود کی ایک اور قسم ہے جس کو ''ربا بالفضل'' کہتے ہیں یعنی ہم جنس اشیاء کا تبادلہ کرتے وقت کمی وبیشی اور اُدھار سے کام لینا۔ ربا بالفضل کی مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث عبادۃ بن صامتؓ :

الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلًا بمثل سواء بسواء يدا بيد فان اختلفت هذا الاصناف فبيعوا كيف شئتم. (صحيح مسلم)

''سونا سونے کے عوض، چاندی چاندی کے عوض، گندم گندم کے عوض، جو جو کے عوض، کھجور کھجور کے عوض برابر سرابر اور دست بدست ہو لیکن جب یہ اصناف ایک دوسرے سے مختلف ہوں یعنی ہم جنس نہ ہوں تو برابر یا کمی بیشی کے ساتھ جیسے چاہو خرید وفروخت کر سکتے ہو۔

حدیث عبادہ بن صامتؓ کے ترجمہ سے یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ عموماً اشیاء ستہ (چھ اشیاء) کے تبادلہ میں کمی وبیشی اور اُدھار کرنے کے عمل میں سود ہوتا ہے۔

اشیاء ستہ کے تبادلہ کی جائز صورتیں اور شرائط :

(۱) ہم جنس اشیاء کا باہمی تبادلہ کے وقت موجود ہونا ضروری ہے۔

(۲) ان اشیاء کا مساوی ہونا۔

(۳) باہمی تبادلہ کے وقت کمی وبیشی سے کام نہ لینا۔

(۴) اُدھار کا نہ پایا جانا یعنی سودے کا دست بدست ہونا۔

مندرجہ بالا شرائط میں سے ایک شرط بھی مفقود پائی گئی تو معاملہ سود میں چلا جائے گا۔

اس حدیث کے بارے میں ائمہ اربعہ کے مسالک اور اُن کا نقطہ نظر :

(۱) مسلک امام ابوحنیفہؒ :

اگر کیلی یا قدری اشیاء کا باہمی سودا کیا جائے تو احناف کے نزدیک دونوں طرف سے اشیاء کا برابر ہونا اور معاملہ کا دست بدست قرار پانا ضروری ہے۔

اگر صرف اتحاد قدر یا اتحاد جنس ہے تو سودا میں برابر ہونا شرط نہیں مگر لین دین کی صورت میں دست بدست ضروری ہے۔

(۲) مسلک امام مالکؒ :

امام مالکؒ سونے چاندی کو ثمن قرار دیتے ہیں یعنی سونے چاندی کی حیثیت نقدی جیسی ہے، بحیثیت ثمن وہ علت حرمت کا استخراج کرتے ہیں۔ کھانے کی اشیاء میں ان کا مسلک یہ ہے کہ ان اشیاء کی باہمی لین دین میں ادھار حرام اور سود ہے۔

جن اشیاء میں انسانی غذا موجود ہو اور ذخیرہ کرنے سے یہ اشیاء نہ خراب ہوتی ہوں اور نہ گل سڑ جاتی ہوں تو ان اشیاء کے باہمی لین دین میں مساوی ہونا ضروری ہے۔

(۳) مسلک امام شافعیؒ :

امام شافعیؒ کے نزدیک سونے چاندی کی حیثیت نقدی جیسی ہے، ثمن ہونے کی وجہ سے علت حرمت کا استخراج کرتے ہیں۔ جبکہ اشیاء طعم میں باہمی لین دین میں مساوی ہونا اور سودے کا دست بدست ہونا شرط ہے۔

(۴) مسلک امام احمد بن حنبلؒ :

مشہور روایت کے مطابق ان کا مسلک حنفیہ کے ساتھ ہے یعنی سود کی علت اتحاد جنس مع الوزن یا اتحاد جنس مع الکیل ہے۔ ان کی دوسری روایت شافعیہ کے مطابق ہے۔ تیسری روایت یہ ہے کہ سونے چاندی کے علاوہ باقی اشیاء میں علت حرمت ''طعم'' کیل اور وزن ہے۔

جو خوردنی اشیاء تول یا ناپ کے ذریعے فروخت کی جاتی ہیں، صرف ان ہی اشیاء میں سود کے احکامات جاری ہو سکتے ہیں باقی اشیاء میں نہیں ہوں گے۔

اب ہم ان آیات کریمہ واحادیث مبارکہ کا ذکر کریں گے جو ''ربا'' کی حُرمت اور مذمت کے بارے میں بیان کی گئی ہیں۔

الذین یا کلون الرّبٰو لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطٰن من المس ذالک بانھم قالوا انماالبیع مثل الربٰوواحل اللّٰہ البیع وحرم ا لربٰوا.

جولوگ کھاتے ہیں سود، نہیں اُٹھیں گے قیامت کومگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیئے ہوں جن نے لپٹ کر، یہ حالت ان کی اس واسطے ہوگی کہ اُنہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کواور حرام کیا ہے سود کو۔

سود خور پر اللہ کی دائمی اور ابدی ناراضگی ہوتی ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوتی۔ آیت کریمہ میں سود خور کی مذمت سخت لہجے میں بیان کی گئی ہے۔ سودخود کو ایسی سرزنش کی وعید کی گئی ہے جو اس کے لیے دائمی شرم کا باعث ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ ربا کے خوگر قیامت کے دن جب قبروں سے اُٹھیں گے تو ان کی حالت ایسی بدتر سے بدتر ہوگی جیسے آسیب زدہ مجنوں شخص کی حالت ہوتی ہے یہ خباثت اور بدبختی ان پر اس لیے مسلط ہوگی کہ ان بدبخت لوگوں نے حلال اور حرام میں کوئی تمیز روا نہ رکھی ہوگی۔ قرآن مجید کی واضح آیات کو پس پشت ڈال کر غریبوں کا استحصال کرنے کے لیے اور اُنہیں ہر سطح پر اپنا معاشی غلام بنانے کے لیے بیع اور ربا میں تمیز ختم کردی۔ دنیا وآخرت کی ہر قسم کی نیکیوں کو یہ لوگ بھول گئے ان لوگوں کی مطمح نظر صرف اور صرف نفع کمانا رہ گیا۔

آیت کریمہ میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنی تفسیر کے اندر بیع اور سود کا فرق بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''بیع میں جو نفع ہوتا ہے وہ مال کے مقابلہ میں ہوتا ہے جیسے کسی نے ایک درہم کی قیمت کا کپڑا دو درہم کو فروخت کیا اور سود وہ ہوتا ہے جو نفع بلاعوض ہو جیسے ایک درہم سے دو درہم خرید لیے۔ اول صورت میں چونکہ کپڑا اور درہم دو جدا جدا چیزیں ہیں اور نفع اور غرض ہر ایک کی ایک دوسرے سے علیحدہ ہے اس لیے ان میں فی نفسہٖ موازنہ اور مساوات غیر ممکن ہے بضرورت خرید وفروخت موازنہ کرنے کی کوئی صورت اپنی اپنی ضرورت اور حاجت کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتی اور ضرورت اور رغبت ہر ایک کی از حد مختلف ہوتی ہے۔ کسی کو ایک درہم کی اتنی حاجت ہوتی ہے کہ دس روپیہ کی قیمت کے کپڑے کی بھی اس قدر نہیں ہوتی۔ اور کسی کو ایک کپڑے کی جو کہ بازار میں ایک درہم کا شمار ہوتا ہے اتنی حاجت ہوسکتی کہ دس درہم کی بھی اتنی حاجت اور رغبت نہیں ہوتی۔ تو اب ایک کپڑے کو ایک درہم میں کوئی خریدے گا تو اس میں سود یعنی نفع خالی عن العوض نہیں اور اگر بالفرض اسی کپڑے کو ایک ہزار درہم کو خریدے گا تو سود نہیں ہوسکتا کیونکہ فی حدذاتہ ان میں موازنہ اور مساوات ہو ہی نہیں سکتی اس لیے اگر پیمانہ ہے تو اپنی اپنی رغبت اور ضرورت اور اس میں اتنا تفاوت ہے کہ خدا کی پناہ سود متعین ہو تو کیونکر ہو، اور ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کرے گا تو یہاں فی نفسہٖ مساوات ہوسکتی ہے جس کے باعث ایک درہم ایک درہم کے مقابلہ میں معین ہوگا۔ اور دوسرا درہم خالی عن العوض ہوکر سود ہوگا اور شرعاً یہ معاملہ حرام ہوگا۔

اسی رکوع میں خالق ارض وسماء کا ارشاد مبارک ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ وان تبتم فلکم رُءُ وْسُ اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون.

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود، اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمان کا پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اگر توبہ کرتے ہو تو تمھارے واسطے ہے اصل مال تمھارا، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر۔ (سورہ البقرہ)

سود خور کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے براہ راست اعلان جنگ کی دعوت :

جو لوگ سود خور ہیں اور آئے دن معاشرہ کا سود کے ذریعے معاشی گلا گھونٹ رہے ہیں اور اپنی اس ناعاقبت اندیش اور بُری روش سے باز نہیں آتے تو ایسے لوگوں کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ کی دعوت ہے۔ ایسے شخص پر خدا کی طرف سے براہ راست پھٹکار اور لعنت ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول کچھ یوں بیان کیا گیا ہے قبیلہ ثقیف کے خاندان عمرو بن عمیر کے مخزومی بنو مغیرہ کے ذمے کچھ سودی قرضے تھے۔ ربا کی حرمت کے بعد جب ان خاندان والوں نے قرض بالسود کا مطالبہ کیا تو بنو مغیرہ نے جواب دیا کہ اب ہم مسلمان ہیں اس لیے زمانہ جاہلیت کا سود جو ہمارے ذمہ ہے ہم ادا نہیں کرتے یہ دونوں خاندان اپنا یہ معاملہ مکہ کے گورنر حضرت عتابؓ بن اُسید کے سامنے پیش کیا، گورنر نے ان کا یہ معاملہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لکھ کر بھیج دیا۔ اللہ کے پیغمبر نے فیصلہ کے لیے درج بالا آیت لکھ کر بھیج دی۔ بنو ثقیف نے جب اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے یہ تنبیہ آمیز فیصلہ سُنا تو بہت نادم ہوئے اور کہا کہ ہم خدا کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں اور ہمارا جو بقایا سود بنو مغیرہ کے ذمہ ہے اس سے دستبردار ہوتے ہیں۔

عن سمرہ بن جندب رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأیت اللیلۃ رجلین اتیانی فاخرجانی الی ارض مقدسۃ فانطلقنا حتّٰی اتینا علی نھر من دم فیہ رجل قائم وعلی وسط النھر وفی روایۃ علی شط النھر رجل بین یدیہ تجارۃ فاقبل الرجل الذی فی النھر فاذا اراد الرجل ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فردہ حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیہ بحجر فیرجع

کما کان فقلت من ھذافقال الذی رأیتہ فی النھر آکل ا لربوٰ. (صحیح بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رات میں نے خواب دیکھا دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے ایک پاکیزہ سرزمین کی طرف لے گئے ہم چلتے رہے حتی کہ خون کی ایک نہر پر پہنچے جس میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک اور آدمی کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے جو شخص نہر کے اندر تھا اس نے چلنا شروع کیا جب اس نے نہر سے نکلنا چاہا تو کنارے پر کھڑے شخص نے پتھر مار کر اسے اس کی پہلی جگہ کی طرف لوٹا دیا۔ اسی طرح وہ جب بھی نکلنے کی کوشش کرتا یہ اس کے منہ پر پتھر مار کر اس کی پہلی جگہ کی طرف لوٹا دیتا، میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ نہر کے اندر کا شخص (جس پر سنگ باری ہورہی ہے) سود خور ہے۔

عن جابر رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم آکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ و شاھد یہ و قال ھم سواء . (صحیح مسلم ص ۲۷ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کی تحریر لکھنے والے اور سود پر گواہ بننے والوں پر لعنت بھیجی اور فرمایا یہ سب گناہ میں برابر کے شامل ہیں۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم لیلۃاسری بی لما انتھینا الی السماء السابعۃ فنظرت فوق قال عیفان فوقی فاذاانا برعدٍو برق فصواعق قال فاتیت علیٰ قوم بطونھم کالبیوت فیھا الحیات تری من خارج بطونھم قلت من ھو لاءِ یا جبریل قال ھو لاءِ آکلۃ الربوا.

(مسند احمد ص ۵٦ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شب معراج میں جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو آپ نے اوپر کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو اچانک گرج، بجلی اور کڑک محسوس کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک ایسی قوم پر میرا گزر ہوا جن کے پیٹ ایسے تھے جیسے (بڑے بڑے) مکان ہوں جن میں سانپ (بھرے ہوئے) تھے جو پیٹوں سے باہر صاف طور پر نظر آرہے تھے میں نے پوچھا جبریل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ سود خور ہیں۔

قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی خطبۃ حجۃ الوداع : الاکل شی ء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم اضعہ من دمائنا دم

ابن ربیعة بن الحارث کان مسترضعا فی بنی سعد فقتلته ھذیل وربا ء الجاھلیة موضوعة واقل ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبدالمطلب فانہ موضوع کلہ.

(صحیح مسلم ص ۳۹۷ ج ۱)

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے طویل خطبہ میں ارشاد فرمایا سن لو زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدموں تلے روندی گئیں اور زمانہ جاہلیت کے خون (ان کے قصاص ودیت) ختم کردیے گئے۔ سب سے پہلا قتل جسے میں معاف کرتا ہوں وہ اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث کا قتل ہے جو قبیلہ بنی سعد میں شیر خوار تھے اور انھیں قبیلہ ہذیل نے قتل کردیا تھا اور زمانہ جاہلیت کے تمام سود بھی (پاؤں تلے) روند دیے گئے اور سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں میرے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔　(جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دار الاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

قسط : ۸

دینی مسائل

﴿ پانی کا بیان ﴾

پانی کی دو قسمیں ہیں :

مطلق پانی : وہ ہے جس کو عرف عام میں صرف پانی کہا جاتا ہے۔

مقید پانی : وہ ہوتا ہے کہ صرف پانی کہنے سے جس کی طرف ذہن سبقت نہیں کرتا۔ یہ دو طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) وہ پانی جو نسبت کے ساتھ بولا جاتا ہے مثلاً ناریل کا پانی اور تربوز کا پانی۔

(۲) وہ مائع جو عرف عام میں پانی نہیں سمجھا جاتا مثلاً شربت، سرکہ، رس وغیرہ۔

مطلق پانی :

مطلق پانی سے نجاست حکمی (یعنی حدث اصغر و حدث اکبر) اور نجاست حقیقی (یعنی ظاہری نجاست جو بدن کپڑے برتن وغیرہ کو لگی ہو) کو دور کیا جاسکتا ہے جبکہ مقید پانی سے نجاست حکمی دور نہیں ہوتی (یعنی اس سے وضو اور غسل درست نہیں) البتہ اس سے نجاست حقیقی کو دور کیا جاسکتا ہے۔

مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) طاہر مطہر غیر مکروہ :

یہ وہ مطلق پانی ہے جو خود پاک ہو اور بلا کراہت پاک کرنے والا ہو۔ اس سے وضو اور غسل وغیرہ کراہت کے بغیر درست ہے اور وہ یہ ہے بارش، دریا، ندی، نالہ، سمندر، چشمہ، کنویں وغیرہ کا پانی پگھلی ہوئی برف یا اولوں کا پانی۔

(۲) طاہر مطہر مکروہ :

یہ وہ مطلق پانی ہے جو خود پاک ہو مگر پہلی قسم کے پانی کے ہوتے ہوئے اس سے وضو اور غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر وہ نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ یہ وہ پانی ہے جو دھوپ سے گرم ہو گیا ہو یا وہ قلیل پانی ہے جس میں آدمی کا تھوک یا ناک کی رینٹ مل گئی ہو۔

(۳) طاہر غیر مطہر :

یہ وہ مطلق پانی ہے جو خود پاک ہے مگر اس سے وضو یا غسل جائز نہیں اور یہ مستعمل پانی ہوتا ہے جو اُس پانی کو کہتے ہیں جس سے حدث اصغر یا حدث اکبر کو دور کیا گیا ہو یا ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو (یعنی اس سے وضو پر وضو کیا گیا ہو)۔

(۴) مشکوک :

یہ وہ مطلق پانی ہے جو خود پاک ہے مگر اس کا مطہر یا غیر مطہر ہونا یقینی نہیں جیسے وہ پانی جس میں سے گدھے یا خچر نے منہ ڈال کر پانی پیا ہو۔

(۵) نجس :

یہ وہ مطلق پانی ہے جو خود ناپاک ہے۔ اس سے وضو غسل جائز نہیں اور ناپاک چیزیں اس سے پاک نہیں ہوتیں۔

(۱) طاہر مطہر غیر مکروہ :

اس کی تین قسمیں ہیں :

(i) جاری پانی (ii) ٹھہرا ہوا پانی (iii) کنویں کا پانی

(i) جاری پانی :

یہ اس چلتے اور بہتے ہوئے پانی کو کہتے ہیں جو تنکے کو بہا کر لے جائے۔ اگر اس میں کوئی نجاست گر جائے تو جب تک اس نجاست کا اثر پانی میں ظاہر نہ ہو یعنی اس کے مزہ یا رنگ یا بو میں فرق نہ آئے اس وقت تک وہ پانی نجس نہیں ہوگا اور اگر ان میں سے ایک صفت بھی بدل گئی تو پانی نجس ہو گیا۔ جاری پانی مستعمل نہیں ہوتا اس لیے :

(ا) اگر بہت سے لوگ نہر کے کنارے پر صف باندھ کر بیٹھیں اور وضو کریں تو ان کا وضو جائز ہے۔

(ب) کسی کے پاس ایک برتن میں کچھ پانی ہو اور وہ اس کو ٹین کی ایک طرف سے کچھ اُٹھی ہوئی چادر پر بہائے اور بہتے ہوئے پانی میں وضو کرے کہ اعضا سے گرنے والا مستعمل پانی اسی میں گرے اور یہ سب پانی پھر دوسری طرف سے ایک برتن میں جمع ہو جائے تو اس جمع کیے ہوئے پانی سے دوبارہ وضو کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ جاری پانی تھا۔

مسئلہ : اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ میں نہ آجائے۔

(ii) ٹھہرا ہوا پانی :

یہ قلیل بھی ہوسکتا ہے اور کثیر بھی ہوسکتا ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ قلیل (تھوڑے) پانی میں نجاست گر پڑے تو وہ نجس ہو جاتا ہے خواہ اس میں نجاست کا اثر یعنی رنگ بو، مزہ ظاہر ہو یا نہ ہو۔ کثیر پانی کا وہی حکم ہے جو جاری پانی کا ہوتا ہے یعنی اس کے ایک طرف نجاست پڑ جائے تو جب تک اس کا کوئی وصف نہ بدلے وہ پانی سب کا سب ناپاک نہیں ہوگا۔

قلیل و کثیر پانی میں امتیاز یہ ہے کہ اگر استعمال کے وقت ایک طرف کا پانی ہل کر دوسری طرف تک چلا جائے تو وہ پانی قلیل ہے اور اگر دوسری طرف تک نہ جائے تو کثیر ہے اور اس میں اعتبار اس شخص کی رائے کا ہے جس کو ایسی حالت سے سابقہ پڑ جائے۔ عام لوگوں کی آسانی کے لیے کہا جاتا ہے کہ کثیر پانی وہ ہے جو پچیس مربع گز کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہو اور اس کی گہرائی کم از کم اتنی ہو کہ چلو سے پانی لینے میں اس کے نیچے کی زمین نہ نکلے۔ اگر ہم اس گہرائی کو دس سینٹی میٹر فرض کرلیں تو پانی کی مقدار دو ہزار پچیس لٹر بنتی ہے۔

اگر گہرائی زیادہ ہو تو اس سے مذکورہ رقبہ کو کم نہیں کیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ پانی کے حجم اور اس کی مقدار کا اعتبار نہیں ہے بلکہ پانی کی اوپر کھلی سطح کے رقبہ کا اعتبار ہے۔ اگر کوئی تالاب جس کی لمبائی چوڑائی پانچ پانچ گز ہو اور وہ لبالب بھرا ہو اور تالاب پر ڈھکن ہو جو پانی کی سطح کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اس ڈھکن کا ایک سوراخ ہو جو دو فٹ لمبا اور دو فٹ چوڑا ہو تو کھلی سطح چونکہ صرف چار مربع فٹ ہے لہٰذا یہ قلیل پانی سمجھا جائے گا اگرچہ وہ تالاب بہت گہرا ہُوا۔

قلیل پانی کے مسائل :

مسئلہ : جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس سے وضو کرے فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو۔ اگر اس کے ہوتے ہوئے تیمم کرے گا تو تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر کوئی کافر یا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا لیکن چونکہ چھوٹے بچوں کا کچھ اعتبار نہیں اس لیے جب تک کوئی اور پانی ملتا ہو اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ : جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جائے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، تتیا، بچھو، شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔

مسئلہ : جس کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا، پاک رہتا ہے جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ۔

مسئلہ : جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو تو اس کے مرجانے سے پانی نجس وخراب ہوجاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح اگر الگ مر کر پانی میں گر پڑے تب بھی نجس ہوجاتا ہے۔

مسئلہ : پاک کپڑا، برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی کے تین وصفوں میں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔

مسئلہ : اگر چھوٹا حوض یا ٹنکی ناپاک ہوجائے پھر اس میں ایک ہی وقت میں ایک طرف سے پانی داخل ہو اور دوسری طرف سے باہر نکلے تو پانی جاری ہونے کی وجہ سے حوض اور ٹنکی وغیرہ پاک ہوجاتے ہیں اگرچہ ابھی بہت تھوڑا سا پانی نکلا ہو۔

کثیر پانی کے مسائل :

مسئلہ : بڑا بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اُٹھائیں تو زمین نہ کھلے۔ یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے ایسے حوض کو ''دہ دردہ'' کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھائی نہیں دیتی جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے، جدھر سے چاہے وضو کرے اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑی ہو اس طرف وضو نہ کرے اس کے سوا جس طرف چاہے کرلے۔ البتہ اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے تو نجس ہوجائے گا۔

مسئلہ : اگر بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو تو وہ حوض بھی ''دہ دردہ'' کے مثل ہے۔

مسئلہ : دہ دردہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اٹھالے تو یہ بھی جائز ہے۔

(iii) کنویں کا پانی :

مسئلہ : جب کنویں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہوجاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہوجاتا ہے چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت، سارا پانی نکالنا چاہیے۔ جب سارا پانی نکل جائے تو پاک ہوجائے گا۔ کنویں کے اندر کنکر دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں وہ سب آپ ہی آپ پاک ہوجائیں گیا اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنویں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہوجائے گا۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

تنبیہ : سب پانی نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ : اگر کنویں میں اونٹ یا بکری کی ایک دو مینگنیاں گر جائیں اور وہ ثابت نکل آئیں تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور خواہ من ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ : کنویں میں کبوتر یا چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا اور مرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ : کتا، بلی، گائے، بکری، پیشاب کر دے یا اور کوئی نجاست گرے تو سب پانی نکالنا چاہیے۔

مسئلہ : اگر آدمی، کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کے مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تب تو سارا پانی نکالا جائے اور اگر باہر مرے پھر کنویں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ : اگر کوئی جاندار چیز کنویں میں مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے تب بھی سب پانی نکالا جائے چاہے چھوٹا جانور ہو چاہے بڑا۔

مسئلہ : اگر چوہا، چڑیا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔ اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔

مسئلہ : بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر گر کر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ڈول نکالیں اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور جس میں بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ : اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اس کے برابر کوئی جانور گر کر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔

مسئلہ : جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہیے۔ اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگا لینا چاہیے۔ اگر اس میں کنویں والے دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں اور اگر چار ڈول سماتا ہے تو چار ڈول سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ : اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور پانی نکلتا آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے اندازہ کر کے اسی قدر نکال ڈالیں۔

پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگاتار سو ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو اس حساب سے پانچ سو ڈول پانی ہوا۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو اور اس کا اندازہ آتا ہو ایسے دو دیندار مسلمانوں سے اندازہ کرا لو جتنا وہ کہیں نکلوا دو اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل

معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوادیں۔

مسئلہ : کنویں میں مرا ہوا چوپایا کوئی اور جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کب سے گرا ہے اور وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے وہ ایک دن ایک رات کی نمازیں دہرائیں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں ان کو بھی دھونا چاہیے اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہئیں۔ اور بعضے عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے اس سے پہلے کی نماز وضو سب درست ہے اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ : جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنویں میں اُترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر نجاست کی آلودگی نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا ایسے ہی اگر کافر اُترے اور اس کے کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور سب پانی نکالنا پڑے گا اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک تب بھی کنواں پاک سمجھا جائے گا لیکن اگر دل کی تسلی کے لیے بیس یا تیس ڈول نکلوادیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ : کنویں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے۔

مسئلہ : چوہے کو بلی نے پکڑا اور اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ : چوہا گندی نالی میں سے نکل کر بھاگا اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنویں میں گر پڑا تو سب پانی نکالا جائے چاہے چوہا کنویں میں مر جائے یا زندہ نکلے۔

مسئلہ : جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز کیسی ہے اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہو گئی ہے جیسے ناپاک کپڑا، ناپاک گیند، ناپاک جوتہ، تب تو اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور، چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے تو اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا اور جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ : جتنا پانی کنویں میں سے نکالنا ضروری ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دفعہ نکالیں، ہر طرح سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ : کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا

تو بھی اس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔

(۲) طاہر مطہر مکروہ پانی :

مسئلہ : دھوپ میں گرم ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانے کا ڈر ہے اس لیے اس سے وضو اور غسل نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ : زمزم کا پانی اگرچہ خود تو مکروہ نہیں لیکن اس سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہیے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر مجبوری ہو اور ضروری طہارت کسی اور طرح سے حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔

مسئلہ : عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہیے، بہتر یہی ہے کیونکہ عام طور سے عورتوں میں طہارت اور نفاست کا خیال کم ہوتا ہے اور برتن میں استعمال شدہ پانی کی چھینٹیں پڑنے میں لاپرواہی کرتی ہیں۔

مسئلہ : بلی اور آزاد پھرتی مرغی کا جھوٹا پانی بھی مکروہ ہے۔

(۳) طاہر غیر مطہر پانی :

یہ مستعمل پانی ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پانی کے مستعمل ہونے کا سبب :

(۱) اس سے حدث اصغر یا حدث اکبر کو دور کیا گیا ہو یعنی طہارت نہ ہونے کی صورت میں اس سے وضو یا غسل کیا گیا ہو خواہ وضو و غسل کا قصد ہو یا نہ ہو۔

(۲) ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو یعنی طہارت اور وضو ہونے کے باوجود محض ثواب کی نیت سے دوبارہ وضو کیا گیا ہو۔

پانی مستعمل کب بنتا ہے :

جب پانی عضو سے جدا ہوتا ہے تو مستعمل ہو جاتا ہے مثلاً وضو میں پانی سے چہرہ کو دھویا تو چہرہ سے جب پانی جدا ہو گا وہ مستعمل ہو گا۔

مستعمل پانی کی صفت :

یہ پاک ہوتا ہے۔

سے ٹیکس کی مد میں دو کروڑ روپے سے زائد وصول نہیں کیے جا سکے۔ آڈٹ حکام نے بتایا کہ واہ کنٹونمنٹ بورڈ میں خالی پلاٹ کی الاٹمنٹ نہ کرنے کی وجہ سے ۴۱ لاکھ ۹۰ ہزار روپے کا نقصان ہوا تاہم کمیٹی نے اس پر وزارت دفاع کے موقف کو تسلیم کر لیا اور معاملہ نمٹا دیا۔

واہ کنٹونمنٹ بورڈ میں ۲۲۰ کنال زمین واہ انڈسٹریز لمیٹڈ کی طرف سے شاہین گن کلب کے لیے لیز کے بغیر استعمال کرنے سے ۱۴ کروڑ ۱۸ لاکھ ۹۶ ہزار روپے کے نقصان پر کمیٹی نے سخت نوٹس لیا اور وزارت دفاع کو ۳۰ دنوں میں رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی۔ کمیٹی نے کنٹونمنٹ بورڈ پلازہ کے کرایہ داروں کی طرف سے ۹۸ لاکھ ۳۶ ہزار روپے کا پریمیم اور کرایہ ادا نہ کرنے پر بھی برہمی ظاہر کی اور کہا کہ یہ کرایہ وصول کیا جائے اور اس بار غلط سرٹیفکیٹ پیش کرنے والوں کے خلاف بھی کارروائی کی جائے۔

کمیٹی نے سرگودھا میں کنٹونمنٹ بورڈ کی مارکیٹوں سے ۷۰ لاکھ ۴۳ ہزار روپے کا کرایہ بھی وصول کرنے کے احکامات جاری کیے۔ یہ رقم پاکستان ائر فورس سے وصول کی جائے گی۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ کنٹونمنٹ بورڈ پنوں عاقل میں چار لاکھ روپے کے خصوصی امداد کے غلط استعمال میں ملوث افسران کے خلاف تحقیقات جاری ہیں۔ کمیٹی نے کنٹونمنٹ بورڈ پشاور میں ایک سابق ایم این اے حاجی کبیر خان سے ۳۴ لاکھ ۲۸ ہزار روپے کا ہاؤس ٹیکس وصول نہ کرنے کا بھی سخت نوٹس لیا اور ہدایت کی کہ یہ ٹیکس وصول کیا جائے اور جو افسران اس میں ملوث تھے ان کے خلاف تحقیقات کر کے کارروائی کی جائے۔ کمیٹی نے پشاور کے کنٹونمنٹ بورڈ میں غیر قانونی طور پر جائیداد کی تقسیم سے قومی خزانے کو ۱۷ کروڑ ۲۲ لاکھ روپے کے نقصان کے معاملے کی تحقیقات ۳۰ دنوں میں کرنے کی ہدایات جاری کیں اور کہا کہ ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کی جائے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ فروری ۲۰۰۲ء)

☆

نصابی کتب سے اللہ اور رسول ﷺ کے نام غائب

لاہور (خبر نگار خصوصی) آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں مسلم لیگ (ن) کے رہنما راجہ ظفر الحق نے اجلاس کو ایسے نصابی سلیبس سے آگاہ کیا جو جرمنی سے شائع ہوا ہے اور تعلیمات اسلامی کے منافی اس سلیبس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام تک غائب کر دیے گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ دو صوبوں میں یہ سلیبس شروع کروا دیا گیا ہے جبکہ دو صوبوں میں یہ سلیبس جاری کروانے کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں جس پر اجلاس کے شرکا نے اس پر شدید احتجاج

مستعمل پانی کا حکم :

اس سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ غیر مطہر ہے لیکن اس سے نجاست حقیقی کو دور کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ : چار پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو وہ پانی مستعمل نہیں۔

مسئلہ : مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ : مستعمل پانی اگر دوسرے طاہر مطہر پانی میں مل جائے تو جب تک مستعمل پانی دوسرے پانی سے زیادہ نہ ہو جائے دوسرے پانی کا حکم غالب رہے گا اور اس ملے جلے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے۔

(۴) مشکوک پانی :

پالتو گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی مشکوک ہوتا ہے۔ وہ خود تو پاک ہوتا ہے۔ لیکن شک اس میں ہے کہ وہ پاک کرنے والا ہے یا نہیں۔ اگر مشکوک کے علاوہ اور پاک یا مکروہ پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرے اور تیمم بھی کرے۔ ان دونوں کو جمع کرنا واجب ہے اس لیے ان میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز نہیں۔ ویسے تو وضو اور تیمم میں سے جس کو بھی پہلے کرے وہ جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ پہلے وضو یا غسل کرے پھر تیمم کرے۔ (جاری ہے)

ضرورت پرائمری مدرس

جامعہ مدنیہ جدید کے لیے مشفق دیانتدار اور متشرع مدرس کی ضرورت ہے جو پرائمری کی تعلیم کا اچھا تجربہ رکھتا ہو فاضل درس نظامی کو ترجیح دی جائے گی خواہشمند افراد فوری رابطہ فرمائیں۔

عالمی خبریں

اس کرپشن کا ذمہ دار کون؟

مدارس کے فضلاء یا روشن خیال گریجویٹ!

موجودہ حکومت کے دوران ڈائریکٹوریٹ جنرل ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹس میں ۷۰ کروڑ روپے کے گھپلے

اسلام آباد (آن لائن) آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے ڈائریکٹوریٹ جنرل ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹس میں موجودہ حکومت کے دور میں ۷۰ کروڑ روپے کی مالی بدعنوانیوں، بے قاعدگیوں، قواعد وضوابط کی خلاف ورزی اور رہائشی زمین کمرشل مقاصد کے لیے استعمال کرنے سے متعلق رپورٹ ایڈہاک پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پیش کردی ہے۔ سب سے زیادہ مالی بے قاعدگیاں پشاور کے کنٹونمنٹ بورڈ میں سامنے آئی ہیں۔ کمیٹی نے ان بدعنوانیوں پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے ان میں ملوث افسران کے خلاف ۳۰ سے ۶۰ دنوں میں تحقیقات مکمل کر کے کارروائی کرنے کی ہدایات جاری کی ہیں۔ کمیٹی کے اجلاس میں بدھ کو ڈائریکٹوریٹ جنرل ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹس میں مالی سال ۲۰۰۰۔۱۹۹۹ء کے دوران ہونے والی مالی بے قاعدگیوں کا جائزہ لیا گیا۔ کمیٹی نے ڈی جی ملٹری لینڈ کو ہدایت کی کہ وہ رہائشی فوجی زمین کا غیر قانونی استعمال روکنے کے لیے چھ ماہ میں پالیسی بنائیں اور جو کیسز پرانے ہیں ان پر موجودہ قوانین کے تحت کارروائی کی جائے۔ کمیٹی نے کہا کہ مسلح افواج میں بھی بعض جگہوں پر ریاست کے اندر ریاست بنی نظر آتی ہے یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے اور مسلح افواج کو قواعد وضوابط کی پابندی اور قانون کی حکمرانی یقینی بنانا چاہیے۔

کمیٹی نے کنٹونمنٹ بورڈ پشاور میں رہائشی زمین کو کمرشل مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی وجہ سے ہونے والے ۱۱ کروڑ ۶۲ لاکھ ۹۰ ہزار روپے کے نقصان کا بھی نوٹس لیا اور ہدایت کی کہ اس زمین پر پشاور ٹریڈ سنٹر بنانے والے شخص سے ۱۹۹۰ء سے کمرشل ریٹس پر پریمیئم وصول کیا جائے۔ ایڈیشنل سیکرٹری دفاع نے کمیٹی کو بتایا کہ ملٹری لینڈ کا غیر قانونی استعمال روکنے کے لیے پالیسی سرحدوں سے فوجوں کی واپسی کے بعد بنائی جائے گی۔ ڈائریکٹر جنرل ملٹری لینڈ کمیشن نے بتایا کہ فوجی زمین پر تجاوزات بنانے والوں کے خلاف فوری کارروائی ممکن نہیں ہے کیونکہ ایسے لوگوں نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے۔ کمیٹی نے ہدایت کی کہ ایسے معاملات کے حل کے لیے عدلیہ سے بات کی جائے تاکہ ایسے کیسز کا جلد حل ہو سکے۔ آڈٹ نے بتایا کہ کنٹونمنٹ بورڈ پشاور میں آرمی شاپنگ کالج اور آرمی شاپنگ سنٹر قائم کیے گئے تھے جن

کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے نظریاتی تشخص کو مجروح کرنے اور ملک کو ایک سیکولر سٹیٹ میں ڈھالنے کی تمام تر کوششوں کی مزاحمت کی جائے گی۔ اس موقع پر مختلف رہنماؤں نے اس حوالہ سے بہت سے خدشات کا ذکر کیا اور طے پایا کہ نظریاتی تشخص کی بقا اور قومی سلامتی کے تحفظ کے لیے رائے عامہ کو متحرک کیا جائے۔ (نوائے وقت ۳/مارچ ۲۰۰۲ء)

☆

بندر بانٹ

مشرف کی خوش قسمتی ۱۱/ستمبر ہاتھ آگیا

موگابے کی بدقسمتی زمبابوے کا ہمسایہ افغانستان نہیں ہے

لندن (ریڈیو مانیٹرنگ) بی بی سی نے کہا ہے کہ گیارہ ستمبر سے پہلے دنیا کے نزدیک زمبابوے کے صدر رابرٹ موگابے اور پاکستانی صدر جنرل پرویز مشرف میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ رابرٹ موگابے پر الزام تھا کہ وہ سفید فام افراد اور زمینداروں کے خلاف کارروائیوں کو شہہ دے رہے ہیں اور ملک میں یک جماعتی آمریت نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ صدر جنرل پرویز مشرف پر الزام تھا کہ وہ طالبان کی انسانی حقوق دشمن پالیسیوں کی مسلسل حمایت کر رہے ہیں اور اپنے ہی ملک میں منتخب جمہوری حکومت کے خاتمے کے مرتکب بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس الزام میں پاکستان کی دولت مشترکہ کی رکنیت معطل کر کے اس کی بحالی کو پاکستان میں بحالی جمہوریت کے ساتھ مشروط کر دیا جبکہ زمبابوے کی حکومت سے کہا گیا کہ اگر آئندہ صدارتی انتخابات میں دھاندلی ہوئی تو نہ صرف اس کی دولت مشترکہ کی رکنیت معطل کر دی جائے گی بلکہ اسے مغرب اور امریکہ کے اجتماعی بائیکاٹ کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ بی بی سی نے مکتوب پاکستان میں مزید کہا کہ لیکن جنرل پرویز مشرف کی خوش قسمتی انہیں گیارہ ستمبر ہاتھ آگیا اور رابرٹ موگابے کی بدقسمتی کہ زمبابوے کسی افغانستان کا ہمسایہ نہیں ہے۔ گزشتہ روز جنرل پرویز مشرف نے ٹوکیو میں واضح طور پر کہا کہ وہ آئندہ عام انتخابات میں نواز شریف اور بےنظیر بھٹو کی گنجائش نہیں دیکھتے۔ خود جنرل پرویز مشرف کس طرح آئینی صدر بنیں گے؟ نواز شریف اور بینظیر بھٹو کو ان کی بدعنوانیوں اور بدانتظامیوں سے قطع نظر گزشتہ چار انتخابات میں کیوں حصہ لینے دیا گیا اور اب کس آئینی شک یا قانون کے تحت حصہ نہیں لینے دیا جائے گا؟ ان سوالات کی اس وقت نہ تو کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی موقع۔ اس طرح کے سوالات رابرٹ موگابے سے پوچھنے کے لیے ہیں جنرل پرویز مشرف سے نہیں! (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۵/مارچ ۲۰۰۲ء)

☆

یورپی منڈی کو آزاد بنانے کے لیے اقدامات کی منظوری

بارسلونا میں ۳ لاکھ افراد کا عالمگیریت کے خلاف مظاہرہ

بارسلونا (اے ایف پی) یورپ کی مارکیٹوں کو فری مارکیٹیں بنانے کے لیے گزشتہ روز یہاں ۱۵ یورپی ممالک لیڈروں کا اجلاس ہوا۔ اس موقعہ پر تقریباً تین لاکھ افراد نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین میں کچھ لوگوں نے جنھوں نے نقاب پہن رکھے تھے زبردست توڑ پھوڑ کی اور ایک بینک کے شیشے توڑ دیئے۔ پولیس نے انہیں منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس استعمال کی اور پچاس افراد کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ بیسیوں افراد زخمی ہوگئے۔ سربراہ اجلاس کے موقع پر انتہائی سخت اقدامات کیے گئے تھے۔ اجلاس میں شریک سربراہان مملکت وحکومت نے اس بات سے اصولی اتفاق کیا کہ یورپ کی گیس اور بجلی کی مارکیٹ ۲۰۰۴ء تک صنعتی اور کاروباری صارفین کے لیے کھول دی جائے گی۔ اس موقع پر فرانس نے بعض تحفظات کا اظہار کیا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۸؍مارچ ۲۰۰۲ء)

☆

آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا!

افغانستان میں امریکی فوجیوں نے ہیروئن، چرس پینا شروع کردی

کراچی (ثنا نیوز) افغانستان میں امریکی اور اتحادی فوجی ہیروئنچی اور چرسی بن گئے۔ طالبان اور القاعدہ کے حملوں کے خوف کے شکار فوجی اعصابی دباؤ سے دوچار ہوگئے۔ سکون کے لیے منشیات کا سہارا لے لیا۔ افغانی ڈالروں کے عوض اتحادی فوجیوں کو منشیات فروخت کر رہے ہیں۔ ''پاکستان پوسٹ'' کی تحقیقاتی رپورٹ میں مزید بتایا گیا کہ امریکی اور اتحادی فوج میں چرس اور ہیروئن کے استعمال کے بڑھتے ہوئے رجحان سے اتحادی فوج کی اعلیٰ کمان بھی پریشان ہوگئی ہے۔ مقامی آبادی کی جانب سے ان فوجیوں کے لیے نفرت اور تفریحی سہولتوں کی عدم دستیابی، افغانستان کی پسماندگی نے فوجیوں کو ذہنی مریض بنا دیا ہے۔ طالبان ختم ہونے کے بعد افغانستان میں منشیات کا کاروبار چمک اُٹھا ہے اور پورے افغانستان میں پوست کی کاشت زور وشور سے جاری ہے۔ اس سے نمٹنے کے لیے امریکیوں نے افغانیوں کی مالی امداد کرنے کا فیصلہ کیا اور خوراک کے ساتھ ڈالروں کے خوبصورت پیکٹ گرانا شروع کردیئے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱؍مارچ ۲۰۰۲ء)

امریکیو یہ کیا ہو گیا! کیا یہ دہشت گردی کا نتیجہ ہے؟

۱۱ر ستمبر کے بعد پچیس ہزار سے زائد امریکیوں نے اسلام قبول کیا

فاروق آباد (آن لائن) ۱۱ر ستمبر کے بعد ۲۵ ہزار سے زائد امریکیوں نے اسلام قبول کرلیا۔ مغربی میڈیا نے جس انداز میں شعائر اسلامی کو جبر ثابت کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس کے نتائج مسلم دشمنوں کی ''تمناؤں'' کے برعکس برآمد ہو رہے ہیں۔ امریکہ میں مسلمانوں کی تنظیم مجلس العلاقات الاسلامیہ الامریکی کے سربراہ نہاد عوض نے انکشاف کیا ہے کہ ۱۱ر ستمبر امریکہ میں قبولیت اسلام کی تاریخ میں اتنے محدود عرصے میں اس قدر کثیر تعداد میں امریکیوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۸ر مارچ ۲۰۰۲ء)

☆

جب اپنے ایسے ہوں تو پرائیوں سے کیا گلہ

امریکہ نے حمایت کے لیے ۳۵ افغان کمانڈروں کو ۷۰ لاکھ ڈالر اور سیٹلائٹ فون دیئے

واشنگٹن (این این آئی) افغانستان میں طالبان سے وفاداری تبدیل کرنے اور امریکہ کی حمایت کرنے پر اب تک ۳۵ کمانڈروں میں ۷۰ لاکھ ڈالر تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ امریکی اخبار واشنگٹن ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق ہر کمانڈر کی وفاداری حاصل کرنے کے لیے اسے نہ صرف دو لاکھ ڈالر دیئے جاتے ہیں بلکہ سیٹلائٹ ٹیلی فون کی سہولت بھی دی جاتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق افغان جنگجوؤں کی باقاعدہ بولی لگتی ہے اور سب سے زیادہ قیمت دینے والا وفاداریاں حاصل کر لیتا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۲ر مارچ ۲۰۰۲ء)

☆

الحمد للہ

گردیز میں ایک سو امریکی فوجی ہلاک ہوئے : ریڈیو تہران

اسلام آباد (پی پی آئی) گردیز میں مجاہدین کے خلاف جنگ میں کم از کم ۱۰۰ امریکی فوجی ہلاک ہوگئے جبکہ ۱۸ کو قیدی بنالیا گیا۔ ریڈیو تہران کے مطابق امریکی فوجی یونٹ کو گردیز میں شکست ہوئی۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ر مارچ ۲۰۰۲ء)

☆

وفیات

جمعیۃ شباب اسلام کے صدر، دار العلوم ندوۃ العلماء کے استاذ حدیث حضرت مولانا سید سلمان صاحب ندوی مدظلہم کے والد ماجد حضرت مولانا سید محمد طاہر صاحب منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ ۷/شوال المکرم کو ۷۳ برس کی عمر پا کر لکھنؤ میں انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ طویل عرصہ علیل رہے جو گناہوں کے جھڑنے اور بلندی درجات کی بڑی علامت ہے آپ صابر وشاکر بزرگ تھے اور اکابر کے ہمیشہ منظور نظر رہے۔ حضرت شیخ مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو اجازتِ بیعت بھی حاصل تھی ـــــ اس حادثہ پر آپ کے صاحبزادگان حضرت مولانا سید سلمان صاحب ندوی حسینی، حضرت مولانا اسحاق صاحب حسینی ندوی، حضرت مولانا محمد صہیب صاحب حسینی ندوی کی خدمت میں ادارہ تعزیت پیش کرتا ہے اور اُن کے صدمہ کو اپنا صدمہ سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند ترین درجات عطا فرمائے۔

☆

حضرتِ اقدس بانیٔ جامعہ قدس سرہ العزیز کے پرانے عقیدت مند صابر جنرل سٹور کے بانی مرحوم جناب عبدالکریم صابر صاحب کی اہلیہ محترمہ طویل علالت کے بعد ۱۷/مارچ کی شب ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ انتہائی سادہ اور صابرہ خاتون تھیں، دعاء گوئی کی وجہ سے خاندان میں ہردلعزیز تھیں۔ ان کی وفات صابر خاندان کے لیے بہت بڑا حادثہ ہے۔ اس موقع پر اہل ادارہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت کے بلند درجات عطا فرمائے آمین۔

☆

۲۲/ذی الحجہ کو الحاج حافظ فرقان احمد صاحب طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جامعہ کے قدیم خیر خواہ تھے اور حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کے دیرینہ رفیق تھے۔ مرحوم نہایت مشفق، دریا دل اور غریب نواز انسان تھے، زندگی کے آخری ایام یاد الٰہی میں صرف ہوتے تھے۔ ادارہ اس حادثہ کو اپنا حادثہ تصور کرتے ہوئے اوران کے پسماندگان سے تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہوئے ان کی مغفرت اور درجات کے لیے دست بدعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆

جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے جنرل سیکرٹری اور قلات سے قومی اسمبلی کے ممبر مولانا صدیق شاہ صاحب عارضہ قلب کی وجہ سے ۲۰/مارچ کو وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جمعیت کے بلوچستان میں بہت سرگرم قائدین میں سے تھے۔ جماعت کے مشن کو انتھک محنت کرکے اپنی ذاتی کوششوں سے گھر گھر پہنچایا اور جماعت کے ٹکٹ پر الیکشن لڑتے ہوئے قلات کے بڑے بڑے نوابوں کو ڈھیر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی دینی اور جہادی خدمات کو قبول فرماکر آخرت میں اپنے شایانِ شان اجر عطا فرمائے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو اور ان کی وفات سے جماعت میں پیدا ہونے والے خلا کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جلد پُر فرمائے۔ آمین۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

☆

بقیہ : درس حدیث

اُنھیں وہاں پر شہید کیا گیا، یہ واقعات ہوئے تو اس کے بعد لوگوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور تاریخ میں آتا ہے کہ کانوا اطوع للحسن من ابیہ لوگوں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا جذبہ زیادہ تھا بہ نسبت اس کے کہ اُن کے والد کی اطاعت کریں یعنی بہت زیادہ اطاعت کرتے تھے۔ باقی چیزیں انشاء اللہ پھر عرض کروں گا اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل فرمائے اور رحم فرمائے۔

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہُوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

باب اول

قسط : ۹

تحریکِ احمدیت

﴿برطانوی یہودی گٹھ جوڑ﴾

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب **Ahmedia Movement British-Jewish Connection** ----- کا اُردو ترجمہ (تحریکِ احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیشِ نظر اسے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

سیاسی منظر :

۱۸۵۷ء کی ناکام جنگِ آزادی کے بعد برطانیہ کا پورے برصغیر پر قبضہ ہوگیا۔ جنگ کا اہم پہلو اُن علماء کا کردار تھا جو انہوں نے برطانوی غاصبوں کے خلاف منظم مزاحمت کی صورت میں ادا کیا۔ سیّد احمد شہیدؒ کی تحریک بالاکوٹ میں ان کی اور ان کے رفقاء کی شہادت سے ختم نہ ہوسکی۔ زندہ بچ جانے والے مجاہدین اور حریت پسندوں نے شمال مغربی سرحدی صوبے کی پہاڑیوں کو اپنا مرکز بنا کر برطانوی راج کے خلاف جہاد جاری رکھا اور برطانوی فوجوں کو کئی لڑائیوں میں کچل کر رکھ دیا جن میں سے اہم ۱۸۶۳ کی جنگ امبیلا ہے۔ برطانوی دستوں کے خلاف مجاہدین نے حیران کن بہادری اور شاندار جرات کا مظاہرہ کیا۔ سرحدوں پر ہزیمت اُٹھانے کے بعد انگریزوں نے ہندوستان میں مجاہدین کی خفیہ تنظیم کو تباہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ یہ تنظیم ان مجاہدین کو اسلحہ اور رقوم کی فراہمی کی ذمہ دار ہے جس نے سرحدوں کو غیر محفوظ بنا دیا ہے۔ ۱۸۶۴ء اور ۱۸۶۵ء میں انبالہ اور پٹنہ میں چلنے والے مقدمات کے بعد تقریباً ایک درجن ممتاز مجاہدین کو "سزائے حبس دوام بہ عبور دریائے شور" کے طور پر کالا پانی (انڈمان) بھجوایا گیا۔ ان پر الزام تھا کہ وہ

ملکہ معظمہ کے خلاف جنگ کی سازشوں میں شریک تھے۔ اس کے بعد ۱۸۶۸ء، ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۱ء میں گرفتاریوں اور مقدمات کی ایک نئی لہر آئی اور راج محل، مالدہ اور پٹنہ میں مقدمات کا سلسلہ شروع ہوا جس میں مزید کالے پانی کی سزائیں سنائی گئیں۔ ؎۱ ظالمانہ مقدمات کے تواتر اور پولیس کی بے رحمانہ تفتیشوں کے بعد حکومت مجاہدین کو رسد کی فراہمی کا نظام درہم برہم کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

ہنٹر رپورٹ :

۲۰ ستمبر ۱۸۷۱ء کو عبداللہ نامی ایک پنجابی مسلمان نے کلکتہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نارمن کو قتل کر دیا۔ وائسرائے لارڈ میو کے کاغذات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان وہابی خیالات سے بالواسطہ طور پر متاثر تھا اور اس نے وہابیوں کے مرکز کے طور پر مشہور ایک مسجد سے دینی تعلیم حاصل کی تھی۔ جسٹس نارمن مجاہدین کے سخت خلاف تھا۔ اس نے غیر قانونی حراست کی تمام اپیلیں ۱۸۱۸ء کے ضابطہ III کے تحت مسترد کر دی تھیں اور پٹنہ کیس کی سزاؤں کے خلاف بھی اپیلیں سننے سے انکار کر دیا تھا۔ (لارڈ میو کو سر جارج کیمبل کا خط ۱۲ راکتوبر ۱۸۷۱ء اور ۳۰ رنومبر ۱۸۷۱ء کو اے آرگل کی یادداشت کی اینڈ کس نمبر ۲۔ میو کاغذات کا بنڈل وہابی نمبر ۲۸۔ کیمبرج یونیورسٹی لائبریری لندن۔ حوالہ شدہ پی ہارڈی۔ برطانوی ہند کے مسلمان۔ کیمبرج ۱۹۷۲ء)

برطانوی حکومت نے مسلمانوں کے خلاف سختیاں کیں۔ ان کو اپنا اصل دشمن گردانتے ہوئے بڑی شدت سے دبانے کی کوشش کی۔ انہوں نے باغی مسلمانوں کی چلائی ہوئی جہادی تحریکوں کو ختم کرنے کے لیے تمام وحشیانہ حربے استعمال کیے۔ (۱۸۷۱ء کو نومبر تا دسمبر میں ارسال کردہ خطوط نمبر ۳۱۷، میو پیپرز نمبر ۴۱ بنڈل وہابی ۱۱)

۳۰ رمئی ۱۸۷۱ء کو وائسرائے لارڈ میو کو جو کہ ڈزرائیلی حکومت کا آئرش سیکرٹری تھا۔ ایک مقامی سول ملازم ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر کو اس سلگتے مسئلے پر کہ ''مسلمان اپنے ایمان کی وجہ سے برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کے لیے مجبور ہیں'' ایک رپورٹ تیار کرنے کو کہا۔ ؎۲

ہنٹر نے حقیقت حال تک رسائی کے لیے تمام خفیہ سرکاری دستاویزات کی جانچ پڑتال کی۔ ہنٹر نے اپنی رپورٹ ۱۸۷۱ء میں ''ہندوستانی مسلمان۔ کیا وہ شعوری طور پر ملکہ کے خلاف بغاوت کے لیے مجبور ہیں'' کے عنوان سے شائع کی۔ اس نے اسلامی تعلیمات خصوصاً جہاد کا تصور، نزول مسیح و مہدی کے نظریات، جہادی تنظیم کو درپیش مسائل اور

؎۱ The Muslim World Vol 2 Page no.76

؎۲ Life of Sir William Wilson Hunter, London,Page no.199

وہابی تصورات پر بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ "مسلمانوں کی موجودہ نسل اپنے مقاصد کی رُو سے موجودہ صورت حال (جیسی کہ ہے) کو قبول کرنے کی پابند ہے مگر قانون (قرآن) اور پیغمبروں (کے تصورات) کو دونوں ہاتھوں سے یعنی وفاداری اور بغاوت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے اور ہندوستان کے مسلمان ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے پہلے بھی خطرہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ اس دعوی کی کوئی پیش گوئی نہیں کرسکتا کہ یہ باغی اڈہ (شمالی مغربی سرحد) جس کی پشت پناہی مغربی اطراف کے مسلمانوں کے جتھے کررہے ہیں، کسی کی رہنمائی میں قوت حاصل کرے گا۔ جو ایشیائی قوموں کو اکھٹا اور قابو کرکے ایک وسیع محاربہ کی شکل دے دے۔"

اس کے علاوہ مزید لکھتا ہے :

"ہماری مسلمان رعایا سے کسی پُر جوش وفاداری کی توقع رکھنا عبث ہے۔ تمام قرآن مسلمانوں کے بطور فاتح نہ کہ مفتوح کے طور پر تصورات سے لبریز ہے۔ مسلمانانِ ہند ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے ہمیشہ کا خطرہ ہوسکتے ہیں" ۱

مذہبی انتہا پسندی :

۱۸۵۸ء میں ملکہ وکٹوریہ کے اعلان میں یہ کہا گیا تھا کہ مذہبی عقائد کی تبلیغ کے معاملے میں برطانوی حکومت غیر جانبدار رہے گی۔ اس کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے کئی مذہبی مہم جو ہندوستان کی مذہبی منڈی میں اپنے مال کے نمونے لے کر آگئے۔ "ہندوستانی مشرکین" کو انجیل مقدس کا درس دینے والے عیسائی مبلغین برطانوی نوآبادیات کی اپنی پیداوار تھے۔ ہندوؤں کی مذہبی انتہا پسند تنظیموں آریا سماج، ہمو سماج اور دیو سماج نے اپنے نظریات کے احیاء کے لیے پُر جوش طریق کار ایجاد کیے۔ سکھ، پارسی، جین مت اور بدھ مت والے نسبتاً کم جوش وخروش سے اپنے عقائد پھیلاتے رہے۔ صرف آزاد خیال اور دہریئے ایک آزاد معاشرے کے قیام کی وکالت اور مذہبی آزادی کی مذمت کرتے تھے۔ مسلمانوں میں کئی فرقے اور ذیلی فرقے پھوٹ پڑے۔ جن میں مادہ پرست، اہلِ حدیث، اہلِ قرآن (چکڑالوی) اور عدم تشدد پرست صوفی مشہور ہیں دو بڑے فرقے سنی اور شیعہ موجود تھے۔ پورا ہندوستانی معاشرہ کثیر تعدادی چھوٹے چھوٹے مخالفانہ گروہوں میں بٹ گیا تھا جو ایک دوسرے کے سخت خلاف تھے۔ اس فرقہ وارانہ لڑائی سے برطانوی سامراج کو ہندوستان میں اپنی حکومت کو مضبوط کرنے میں مدد ملی۔ ۱۸۷۵ء میں مل شنکر نے جو کہ اپنے برہمنی نام "سوامی دیانند" سے مشہور تھا ہندوستانی انتہا پسند تنظیم "آریا سماج" کی بنیاد رکھی۔ وہ ایک متعصب ہندو تھا اور انتہا پسند ہندو مت کا شمالی ہندوستان میں ایک چلتا پھرتا معلم تھا۔ اس نے بت پرستی، کم سن بچوں کی شادیوں اور چھوت چھات کی جدید روشن خیالی کے نام پر مزمت

The Indian Musalmans Calcutta 1945 ۱

کی اور ویدوں کی خالص تعلیمات پیش کیں۔ ؎۱
آریہ سماجیوں کے خیال میں ایک ویدی معاشرے کی تشکیل میں سب سے بڑی رکاوٹ ہندوستان میں اسلام کا وجود تھا۔ سوامی ۱۸۸۳ء میں وفات پا گیا۔ وہ بدنام زمانہ کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' کا مصنف تھا۔ جو تمام غیر ہندو مذاہب کے خلاف تھی۔ راجہ رام موہن رائے (۱۸۳۳ء۔۱۷۷۲ء) نے ویدی معاشرے کی قدیمی خوبصورتی کو واپس لانے کے لیے برہمو سماج کی بنیاد رکھی، وہ عیسائیت سے بہت زیادہ متاثر تھا۔ وہ ۱۸۳۳ء میں انگلستان ایک سیاسی مقصد کے لیے گیا اور وہیں وفات پائی۔ اس تحریک نے اس وقت زور پکڑا جب ایک ہنگامی ہندو کیشب چندر سین (۸۴۔۱۸۳۸ء) نے بڑے فصیحانہ انداز میں یسوع مسیح کی توصیف کرتے ہوئے عیسائی مبلغین کی توجہ اپنی جانب مبذول کرالی۔ وہ ۱۸۷۰ء میں انگلستان گیا جہاں اس کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ وہاں اس کے کئی لیکچر کرائے گئے جن میں اس نے اپنے آپ کو ''مسیح علیہ السلام کا اوتار'' قرار دیا اور اپنے سماج کو ہندومت کا مصفّٰی کلیسا کہا۔ جگدیش چندر بوش اور رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ برہموسماجی تھے۔ پنڈت ایس این اگنی ہوتری نے ہندومت کے احیاء کے لیے دیوسماج تحریک کی بنیاد رکھی۔ رام کرشنا مشن، پرارتھنا سماج اور بال گنگا دھر تلک مشن کا مقصد ہی زندگی کے تمام شعبوں میں ہندوؤں کی بالا دستی کا قیام تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ تمام غیر ہندوؤں خصوصاً مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال کر ایک ہندو معاشرے کا قیام عمل میں لایا جائے۔ تلک نے مرہٹہ رہنما شیواجی، جو حضرت اورنگ زیب عالمگیر کا سخت مخالف تھا، کی تمام رسومات کو زندہ کیا اور جنوبی ہندوستان میں اس کے اعزاز میں کئی تقریبات منعقد کرائیں۔ عیسائی مبلغین نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور میں حد درجہ قوت واثر حاصل کر لیا تھا۔ کمپنی کے میثاق ۱۸۱۳ء کی رو سے عیسائی مبلغین کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ ایک لاٹ پادری تین ذیلی پادریوں کے ساتھ کلکتہ میں تعینات کیا گیا۔ اس کلیسائی ادارہ کے تمام اخراجات کی ذمہ دار ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' تھی ہندوستان میں عیسائیت کے فروغ کی سرگرمیوں کو انگلستان کی ہر قسم کی حوصلہ افزائی حاصل تھی۔ ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' کے بورڈ آف گورنرز کے ایک رکن نے برطانوی دارالعلوم میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''پروردگار نے انگلستان کو ہندوستان کی وسیع و عریض سلطنت اس لیے عطا کی ہے کہ اس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسیح کا پھریرا لہرائے۔ ہر ایک کو اپنی تمام قوت اس امر پر لگا دینی چاہیے کہ تمام ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کے عظیم کام میں کسی بھی لحاظ سے کسی قسم کا تساہل یا تعطل پیدا نہ ہونے دے''۔ ؎۲

۱۸۱۳ء کے اسی میثاق کی رو سے اسی کلیسائی محکمے کے تمام اخراجات کمپنی کو ہونے والے محاصل میں سے ادا کیے

؎۱ Modern Religious Movements In India Page no.107

؎۲ Brain Gardner, The East India Company London,1971,Page No.171

جانے تھے اور ۱۹۴۷ء تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ان مبلغین کو عیسائی تبلیغی سرگرمیوں کے حامیوں سے ملنے والے رضا کارانہ چندوں سے رقم ملتی رہی [۱] ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور حکومت میں عیسائیت مکمل طور پر شہنشاہیت اور تجارت کے ساتھ منتھی کردی گئی تھی۔سلطنت کے مفادات کے تحفظ کے لیے ''عیسائی تبلیغی مراکز'' مسلح دربان کا کام دیتے رہتے عیسائیت، تجارت اور نوآبادیات کی تثلیث نے سلطنت کے مقاصد کی ہمیشہ نگہبانی کی۔ [۲]

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ایک اہم وجہ چند جنونی عیسائی مبلغین کی شروع کردہ جارحانہ مہم بھی تھی۔جنگ کے بعد اس مہم نے مختلف شکل اختیار کرلی۔اس بات پر زیادہ زور دیا گیا کہ جن علاقوں میں تبلیغی مراکز بند ہو چکے تھے وہاں بھیجنے کے لیے مقامی آلہ کاروں کو خریدا جائے۔''کلیسائی تبلیغی مجلس لندن'' نے ہندوستان میں مبلغین بھجوائے اور ان کی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے حکومت کی مدد حاصل کرلی (جان بیلی۔خدا کا بدلہ یا انگلستان کی ہندوستان میں مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے ذمہ داری۔لندن ۱۸۵۷ء۔مذاہب ہندوستان۔کلیسائے انگلستان کا سہ ماہی ریویو ۴۴ ۱۸۵۸۔جان چسپ۔ہندوستان بغاوت نمبر ۶۲۔۱۸۵۸ء) ہندوستان کے طول وعرض میں ۲۱ مختلف عیسائی کلیساء کام کررہے تھے۔عیسائی آبادی کا بڑا حصہ رومن کیتھولک تھا۔جن کی تعداد پانچ لاکھ کے قریب تھی۔اس کے بعد فرقہ معترضہ (ایک لاکھ بیس ہزار)، فرقہ اصطباغی (۸۱۰۰۰)، کلیسائے انگلستانی کے پیروکار (۴۹۰۰۰) تھے۔کئی چھوٹے گروہ جیسے امریکی، آرمینیائی، متبعین مجلس، کالویانی، غیر مقلدین، اسقفیائی، آزاد، لوتھری، اصول پسند، شام کے یونانی، ویزلیائی مبلغین نے بھی ہندوستانیوں کو عیسائیت کا پرچار کیا۔انیسویں صدی کے اختتام تک برطانوی اور دیگر یورپیوں سمیت ہندوستان میں عیسائی آبادی تقریباً ۲۰ لاکھ کے قریب تھی۔ [۳]

مسلمانوں کا ردعمل :

۱۸۵۷ء کے پُر آشوب واقعہ کے بعد مسلمانان برصغیر اپنے سیاسی و معاشی حقوق کی سرتوڑ کوشش کررہے تھے انگریز انہیں دبانے پر تلے ہوئے تھے۔سرسید احمد خاں نے ان کی رہنمائی کی ان کا نسخہ یہ تھا کہ جدید تعلیم حاصل کی جائے۔راسخ العقیدہ مسلمانوں نے جو کہ انگریزوں سے متنفر تھے اور ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر ان کے خلاف جنگ آزادی کے لیے برسرپیکار تھے۔ان کے بتائے گئے طریقے کو قبول نہ کیا۔علماء نے ان کی تاج برطانیہ سے وفاداری کی وکالت،

---

۱ Brain Gardner, The East India Company London,1971,Page No.251Page

۲ See Klaus Knorr,British Colonial Theories(1570-1850) Page No.388

۳ H.J.S.Cotton,New India Vol.1 Page No.33

آزاد مشرب تفسیر قرآن، خصوصاً ان کے حیات مسیح علیہ السلام کے بارے میں نظریہ، نزول مہدی علیہ السلام، جہاد، ہندوستان کو دار السلام ماننے وغیرہ نظریات کی سختی سے تنقید اور مذمت کی۔ تمام مکاتب فکر کے علماء خصوصاً سید احمد شہیدؒ کے پیروکاروں (دیوبندیوں) نے اس موقف کا بھرپور اعادہ کیا کہ برطانوی سامراج نے ہندوستان پر بزورِ قوت قبضہ کیا ہے اور یہ ''دار الحرب'' ہے۔ اگرچہ کئی معاملات میں انہوں نے انگریز سے براہ راست اور کھلی ٹکر لینے سے احتراز کیا۔ کئی مفکرین مثلاً مولوی چراغ علی دکنی (۹۵۔۱۸۴۴ء) نے ہندوستان کو دار الحرب نہ دار السلام بلکہ محض دار الامن قرار دیا۔ [۱]

وہ علماء جنہوں نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا تھا۔ انہوں نے کبھی بھی انگریزوں کے ساتھ سماجی میل جول کی حمایت نہیں کی۔ وہ برطانوی راج کے قیام کے متعلق اپنے آپ کو کبھی قائل نہ کر سکے۔

مسلمان علماء کی طرف سے عیسائی مبلغین کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ کیرانہ کے مولانا رحمت اللہ، آگرہ کے ڈاکٹر وزیر خان، لکھنؤ کے مولانا عبد الباری، مولانا آل حسن اور مولانا محمد علی بچھراوی نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں عیسائی مبلغوں کے اعتراضات کے عالی شان جواب دیے لیکن عیسائی مبلغین کے جارحانہ دھاوے کے خلاف یہ زیادہ تر مدافعانہ جنگ تھی۔

(جاری ہے)

بقیہ فہم حدیث

تک کہ جب گرمی اور پیاس وغیرہ شدید ہوگئی تو اس نے سوچا کہ میں اپنی اسی جگہ جہاں میں (سو رہا) تھا واپس جاتا ہوں اور وہاں سوتا ہوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ اس نے (لیٹ کر) اپنا سر اپنے بازو پر رکھا تا کہ اسی حالت میں مرجائے۔ (اس کی آنکھ لگ جاتی ہے پھر جو آنکھ کھلتی ہے تو ناگہاں دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس ہی کھڑی ہے اور اس پر اس کا سامان اور پانی موجود ہے۔ اس بندے کو اپنی سواری اور اپنے سامان کے ملنے سے (اتنی) خوشی ہوتی ہے (کہ خوشی میں بے اختیار یہ کہہ بیٹھتا ہے کہ اللھم انت عبدی و انا ربک اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں) اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

(جاری ہے)

---

[۱] A Critical exposition of popular Jehad, Calcutta, 1855, Page No.159-160

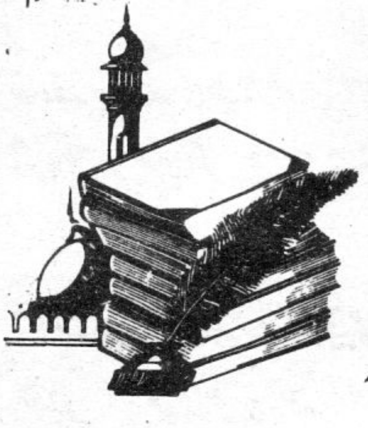

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : اشرف الاصول فی مصطلح حدیث الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

تصنیف : عبداللطیف محمد اسماعیل المدنی

صفحات : ۳۲

ناشر : دار التصنیف الجامعۃ العربیہ چنیوٹ

قیمت :

پیشِ نظر رسالہ عربی زبان میں علومِ حدیث سے متعلق تحریر کیا گیا ہے۔ انداز بیان آسان ہے۔ وابستگان علمِ حدیث کے لیے اس کا مطالعہ مفید ہے۔

☆

نام کتاب : تعارف سیدنا مہدی علیہ الرضوان

تصنیف : مولانا قاری قیام الدین الحسینی زید مجدہم

صفحات : ۸۸

ناشر : ادارہ نشر واشاعت اسلامیہ پنڈ دادن خان

قیمت : /۳۲

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ ظہور مہدی کا بھی ہے۔ احادیث مبارکہ میں حضرت امام مہدی کے بارے میں بڑی تفصیل آئی ہے۔ آپ کا نام ونسب، آپ کی جائے ولادت، مقام ہجرت اور آپ کے دور میں پیش آنے والے حالات وواقعات یہ سب بیان کیے گئے ہیں۔ دسویں صدی ہجری میں علامہ ہیتمی رحمہ اللہ نے حضرت امام مہدی کے بارے میں ایک مختصر کتاب "القول المختصر فی علامات المھدی المنتظر" کے نام سے تحریر فرمائی تھی جس میں آپ نے احادیث مبارکہ میں حضرت امام مہدی کے بارے میں بیان کی گئی تمام علامات کو جمع کر دیا تھا، پیشِ

نظر کتاب ''تعارف سیدنا مھدی علیہ الرضوان'' اسی کا ترجمہ ہے شروع میں مصنف علیہ الرحمۃ کے حالات درج کیے گئے ہیں۔
اگر لائق مترجم ایسا کرتے کہ ایک کالم میں عربی اور ایک کالم میں اردو ترجمہ دیتے تو زیادہ مفید ہوتا۔

☆

نام کتاب : مشاہیر عالم اور ان کا سفر آخرت

تصنیف : مولانا محمد ازہر قیصر

صفحات : ۱۵۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت :

کتاب کا عنوان کتاب کے نام سے ظاہر ہے اس کتاب میں مدیر ''الخیر'' مولانا محمد ازہر قیصر صاحب نے انبیاء کرام، صحابۂ کرام، صلحائے اُمت، عامۃ المسلمین اور غیر مسلم معروف شخصیات کی وفات کے وقت پیش آنے والے حالات اور اُن کے آخری کلمات درج کیے ہیں۔ ان حالات وکلمات کو پڑھ کر آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے جو اصل مقصود ہے۔ اس حوالہ سے قارئین اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

☆

نام کتاب : مثالی بچپن

تصنیف : مولانا محمد اسحاق صاحب

صفحات : ۲۳۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت :

پیشِ نظر کتاب ''مثالی بچپن'' ایک مقدمہ اور پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں حضور علیہ السلام کے بچپن کے واقعات، دوسرے باب میں صحابۂ کرام کے بچپن کے واقعات، تیسرے باب میں تابعین عظام اولیاء کرام علماء اور سلاطین کے بچپن کے واقعات، چوتھے باب میں بچپن میں قرآن حفظ کرنے والوں کے واقعات اور پانچویں باب میں انبیاء کرام علیہم السلام کی سچی کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ گھر میں بچوں کو پڑھ کر سنائی جائے، یقیناً اس

سے بچوں کی تربیت اور اصلاح ہوگی۔

☆

نام کتاب : سبائی سازش کی طوفانی یلغار اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مدبّرانہ دفاع

تصنیف : مولانا بشیر احمد حامد حصاروی

صفحات : ۳۱۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : حامد اکیڈمی میاں ٹاؤن رحیم یار خان

قیمت: ۱۵۰/

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادۂ گرامی مولانا عبدالحق بشیر صاحب مہتمم مدرسہ حیات النبی گجرات نے ایک استفتاء علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا تھا جس میں مشاجرات صحابہؓ کے متعلق چھ نظریات کو تمثیلاً زید و عمرو کی طرف منسوب کر کے پیش کیا گیا تھا اور ان چھ نظریات کے متعلق پانچ سوالات کے جوابات طلب کیے گئے تھے۔ جن میں سے پہلا سوال یہ تھا کہ ''مشاجراتِ صحابہؓ کے بارے ان میں سے کون سا نظریہ صحیح اور مسلک اہلسنت کے مطابق ہے۔'' پیشِ نظر کتاب میں اس سوال کا تفصیلی جواب پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اہلِ علم کے مطالعہ کی ہے۔

☆

نام کتاب : گلدستۂ طب وصحت (اول)

تالیف : حکیم نور احمد مرحوم

کے علاج تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کتاب عوام بالخصوص اس فن سے تعلق رکھنے والوں کے لیے نہایت مفید ہے۔

☆

نام کتاب : آخری صلیبی جنگ (حصہ دوم)

تصنیف : عبدالرشید ارشد

صفحات : ۳۷۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : النور ٹرسٹ جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

قیمت : ۱۲۵/

جناب محترم عبدالرشید ارشد صاحب نے ''آخری صلیبی جنگ'' کے نام سے جو کتاب لکھی ہے اس کے دو حصے ہیں۔ اس وقت ہمارے پیشِ نظر اس کا دوسرا حصہ ہے، اس حصہ میں آپ نے تفصیل سے بتلایا ہے کہ یہودیت وصیہونیت کس کس طرح مسلمانوں کو تباہ کرنے کی سازشیں کر رہی ہے اور مسلمان ہیں کہ جوابِ غفلت کا شکار ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ اپنی تباہی میں خود صیہونیت کے آلہ کار بن رہے ہیں، کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔

☆

نام کتاب : ماہنامہ الحق (اشاعت خصوصی)

مدیر مسئول: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

صفحات : ۲۸۴

سائز : ۲۰×۲۶/۸

ناشر : جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

قیمت :

ماہنامہ ''الحق'' کا پیشِ نظر شمارہ ''اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام'' کے عنوان سے خصوصی اشاعت کے طور پر شائع کیا گیا ہے۔ اس شمارہ میں ملک کے نامور مفکرین کے مضامین مختلف عنوانات سے شائع کیے گئے ہیں، ان مضامین کی قدر مشترک یہ ہے کہ اکیسویں صدی میں پیش آنے والے چیلنجز کا عالم اسلام کو کس طرح مقابلہ کرنا ہے اس کی ان حالات میں کیا ذمہ داریاں بنتی ہیں اور وہ ان سے کس طرح عہدہ براں ہو سکتا ہے۔ یہ تمام مضامین اپنے اندر دعوت فکر لیے ہوئے ہیں، ان سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔ (ان۔ا)

رائیونڈ روڈ   زیر تعمیر مسجد حامد کے ہال کی شمالی اور جنوبی گیلری کا لینٹر جو مکمل ہو چکا ہے